

الْفَضْلُ لِلَّهِ يَوْمَ تَشَاءُ بِحَسْبِ بَيْتِكَ بِمَا جَعَلُوا

جبریل

تارکاتہ  
الْفَضْلُ  
قادیان

فادیان

ایڈیٹر - غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

نمبر ۱۲۶

پرنٹنگ پریس

قیمت سالانہ پچاس روپے سالانہ پچاس روپے سالانہ پچاس روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۱۲۶	موزخہ ۲۲ اپریل ۱۹۳۲ء	یکشنبہ	مطابق ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ	جلد ۱۹
----------	----------------------	--------	-------------------------	--------

### المنیہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایڈمنسٹریٹر الفاضل کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ خاندان نبوت میں بھی ہر طرح خیر رہا ہے۔

نہایت ہی دلچسپ اور انصاف کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ جناب حکیم محمد حسین صاحب قریشی مؤید سفر خیر لاہور جو جماعت لاہور کے سرگرم کارکن اور حضرت سید مود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نہایت پرانے مخلص صابانی تھے قریباً دو ماہ بیمار رہنے کے بعد ۱۴-۱۸ اپریل کی درمیانی شب لاہور میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون تعزیر لاری قادیان

لائی گئی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایڈمنسٹریٹر نے نماز جنازہ لڑوائی تعزیر کو کندھا دیا۔ اور مرحوم مقبرہ بہشتی میں دفن کئے گئے اسی دن حضرت سید مود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش ہوئی۔

۱۹ اپریل مولوی عبدالاحد صاحب بہراہ گئی قادیان میں ملاقات

میں اور ۲۳ اپریل ہمارے محمد عمر صاحب ذوالجاندہ مولوی علی محمد صاحب اجیری ملاقات

جسٹس مولوی عبدالرحمن صاحب بوالاوی علاقہ دہلی میں تبلیغی دورہ پر روانہ کئے گئے۔

### دعوتِ طعام اور ذکرِ حبیب

کچھ عرصہ سے قادیان میں مولوی مصباح الدین احمد صاحب نے حضرت سید مود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات زندگی حضور کے صحابہ کرام سے جلسہ عام میں سنانے کا انتظام کر رکھا ہے۔ اسی سلسلہ میں انہوں نے حضرت سید مود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان تمام اصحاب کو جو مرکز میں رہتے ہیں ایک ملکہ دعوتِ طعام دینے کا انتظام کیا۔ اور ۲۰-۲۱-۲۲ اپریل کی درمیانی شب سید اقصیٰ میں تمام حاضر الوقت صحابیوں کو جن کی تعداد عین سو تھی۔ دعوتِ طعام دی گئی۔ بعض اور اصحاب کو بھی شامل کر کے اندازاً پانچ سو کے قریب اصحاب مدعو تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایڈمنسٹریٹر نے شمولیت کی منظوری عطا فرمائی تھی۔ مگر یکایک طلبہ کی ناسازی کے باعث حضور تشریف نہ لاسکے۔ کھانے کے بعد مولانا سید محمد شاہ صاحب مفتی فضل الرحمن صاحب حکیم مولوی قطب الدین صاحب

میر محمد حسین صاحب۔ میر محمد اسحاق صاحب۔ حافظ محمد ابراہیم صاحب۔ مولیٰ غلام محمد صاحب۔ میر قاسم علی صاحب۔ چوہدری فتح محمد صاحب۔ ڈاکٹر فضل دین صاحب اور مولانا شیر علی صاحب حضرت سید مود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کا ایک ایک چشم دید واقعہ خلاصہ بیان کر کے حاضرین کے ایمان کو تازہ کیا۔ گیارہ بجے کے قریب دعا پر مجلس برخاست ہوئی۔

### مسجد محمد بن عبد اللہ

۱۶ اپریل کو اسلام آباد لندن سے حسب ذیل تارکاتہ کو ارسال کیا گیا:-

آج یہاں عبداللہ کے قریب ادا کی گئی نماز میں اسی اور شام کے جلسہ میں دو سو کے قریب حاضر تھے۔ موسم نہایت خراب تھا۔ تمام دن بارش اور نہت سردی رہی۔ ان موانعات کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ مافری نہایت تسلی بخش تھی۔



# آل انڈیا کشمیری کی طرف سے منظور شدہ

## قانونی استدعا کی

# ریاست کشمیر سیاسی قیدیوں کی تشدد

## قابل توجہ کرنل کالون وزیر اعظم کشمیر

ہمارے پاس ایک عرصہ سے اس قسم کی متعدد شکایات پہنچ رہی ہیں۔

سے خدا کے متعلق ہی تمام قیدیوں کو شکایت ہے کہ ان کو نہایت ذلیل اور مفرصحت غذائی ماتی ہے۔ ان کی محنت امدان کے احسان کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔ امدان کے ساتھ تشدد مانہ اور مظاہرہ سلوک کیا جاتا ہے۔

سری نگر کی پبلک کی طرف سے صدر محترم آل انڈیا کشمیری کے نام تار موصول ہوا ہے کہ وہاں کاسپرینڈنٹ جیل سیاسی قیدیوں کے ساتھ محض اس وجہ سے نازیبا اور سختی کا سلوک کر رہا ہے۔ کہ انہوں نے اس کے اور دوسرے افسران بال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## ہاتھ پیر تیری طرف سے کیونکر ہمارا کا

ابتدا سازم بنام پاک آل بے ابتدا آج کیوں اتر رہی ہے صحن گلشن کی ہوا کیوں ترنم دینے میں سب طائران خوشنوا خندہ گل کیوں اچنبھا سا نظر آتا ہے آج کیوں تیشم روکش فتنہ ہوا جاتا ہے یوں تنگدست گل اور غنچہ کی دمک جاں آفریں یوں خمیدہ باربرگ و گل سے میں شاخ و برگ صحن گلشن میں سکوت سپہ ہما آپ دواں یوں لب جو ہے متیام سر و بالا جس طرح درق گل لاگر ہے بینی بجشیم معرفت بس حسن اب دیکھ لی موزونی طبع رواں ہاں کبیر باقیانہ ہوا رباب مجلس بول نہیں کچھ تو آخر چاہیے ارکان محفل کا لحاظ سیر لقیہ یہ سلیقہ - نیرم کا یہ ربط و ضبط اک نظر اصحاب مجلس کی طرف بھی چاہیے صدر گروہ دارو - گرہ بر سر عنق و در شین گر ترا باد رنیاں بد بر تو سے خواہم عزیز

آنکہ در ذات قدیش راہ نریا بد انتہا کیوں فضا کے بونتاں ہے اس قدر فرحت خرا کیوں عروس گل کا جو بن آج ہے رنگمرا ہوا کیوں نئے انداز میں اٹھتی ہے بیل کی صدا خندہ گل سے بھی ہے خاموشی غنچہ سوا اور یہ جاں آفرینی صنعت بکاکر فضا پیش اور جس ادا سے ہو کوئی عابد جھکا خشیت اللہ سے دل ہوسن ہو جوں گچھلا ہوا منزل مقصود پر پہنچا ہوا ہو - پارسا تنجہ یکمل مائے حق و حکمت کا ہے دفتر کھلا چھوڑ تشبیہات کو - اور ہر سر مطلب سیا آگیا ہے نیرم میں یہ بھی کوئی ہرزہ سرا وہ بھی پھر ال قلم - اور صاحب ہم و ذکا - شاذ و نادر ہی لے گا میرے حب کے سوا میں ہر تن گوش سب یار و عزیز و آشنا نیست آساں گرہ بر قول حبنا ب میزا خود کن در بندش الفاظ و در - خنے در آ

جیل کے تکلیف دہ رویہ کے خلاف بطور احتجاج جھوک پڑاں کیوں کر رکھی ہے - پرنسپل جیل جو چاہتا ہے کرتا ہے - لطف یہ ہے کہ افسران بالا بھی اس کے خلاف کوئی نوٹس نہیں لیتے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کارروائی ان کے ایما پر ہو رہی ہے - شکار کرتا سنگھ کی منہ و نوازی اور مسلم آزادی کو مد نظر رکھتے ہوئے اس امر پر یقین کرنا کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے - سب اس کے ایما سے ہو رہا ہے - بعد از قیاس ہے -

پس ہر کالون وزیر اعظم کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کراتے ہوئے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ایسے افسران کو جلد سے جلد تبدیل کر دے کیونکہ ان کا وجود ریاست کے لئے کسی طرح سے بھی مفید نہیں ہو سکتا - اگر یہ صورت کچھ عرصہ قائم رہی تو ہمیں اندیشہ ہے کہ کیا امن قائم ہونے کے رمایا میں بے چینی طوطا جانے لگی -

ہم تمام مسلمانان ہند سے پُر زور اسل کرتے ہیں کہ وہ ان مظالم کے خلاف آوازاں اٹھائیں - اور ایڈیٹر ان جرائد اسلامیہ کو بھی چاہیے کہ وہ ان مظالم کے متعلق مضامین لکھیں - تاکہ خاک رشت کشمیری اسٹنٹ سکرٹری آل انڈیا کشمیری

ریاست جموں و کشمیر کے ہزار مسلمان اس وقت مقدمات میں مبتلا ہیں - ان کی درخواستوں پر آل انڈیا کشمیری کی طرف سے دھکا دکا انتظام کیا جاتا رہا ہے - مگر پچھلے بیرون ریاست دھکا دکے لئے ہمت سی پابندیاں تھیں - اور ان کو ہر ایک مقدمہ کے لئے ۲۲ روپیہ فیس ادا کرنی پڑتی تھی ان پابندیوں کو دور کرانے کے لئے جناب چوہدری اسد اللہ خاں صاحب بیر برٹریٹ لاہور کو دو دفعہ جیل بھیجا گیا - انہوں نے افسران بالا سے ملاقات کر کے اس امر کے لئے کوشش کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چیف جسٹس کی سفارش پر ہمارا صاحب بہادر نے دھکا دکا پر پابندیاں تھیں ان کو دور کر دیا - اور فیس کے لئے بھی یہ قانون بنا دیا کہ چیف جسٹس کو اختیار ہے اگر وہ چاہے تو فیس معاف کر سکتا ہے -

مسلمانان علاقہ کشمیر کی درخواستوں پر آل انڈیا کشمیری کی طرف سے جناب میاں محمد احمد صاحب نظر نے - اے ایل ایل - بی ایڈوکیٹ اور جناب چوہدری یوسف خاں صاحب بی - اے - ایل - بی ایڈوکیٹ کو سرگرم بھیجا گیا ہے - ان کے پیچھے کی اطلاع آگئی ہے انہوں نے اقامہ دہاں پر کام شروع کر دیا ہے -

جموں میں بھی کسی ایک مقدمات چل رہے ہیں - وہاں پر عرصہ چھ ماہ سے جناب میر محمد بخش صاحب بی - ایل - بی ایڈوکیٹ آل انڈیا کشمیری کی طرف نہایت محنت اور تہی سے کام کر رہے ہیں -

علاقہ پونچھ میں چوہدری عزیز احمد صاحب بی - ایل - بی ایڈوکیٹ کی گئی ہے - اسی طرح علاقہ میر پور کے لئے جناب شیخ بشیر احمد صاحب بی - ایل - بی ایڈوکیٹ اور ایک اور وکیل کو مقرر کیا گیا - دوسرے علاقوں میں بھی جہاں جہاں دھکا دکی ضرورت ہے - اور ان کی درخواستیں آ رہی ہیں - دھکا دکا انتظام کر دیا جائے گا - خاک رشت کشمیری اسٹنٹ سکرٹری آل انڈیا کشمیری

”چشم مست حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے  
لے قیاس معلیٰ - مدناثر ہاتھ ہے تیری طرف ہر گلیوے خدا کا“ حسن رہتاسی

## فیصلہ جات و رت ۱۹۳۲ء

مجلد جماعت لئے احادیث کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مجلس شادرت کے فیصلہ جات جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی امیر المومنین نے دوران شادرت میں فرمائے طبع کر لئے گئے ہیں - اور بغیر قیام تمام جماعت احمدیہ کو بھجوا دئے گئے ہیں - اگر کسی جماعت کو مطلوبہ فیصلہ جات کی کاپی نہ پہنچی ہو - تو وہ اعلان جہاں ملاحظہ فرماتے ہی مطلع فرمائیں - تاکہ ان کو فیصلہ جات کی کاپی بھجوا دی جائے - یہ فیصلہ جات حضور کے ارشاد کے تحت طبع کر کے ہر جماعت کو بھجوائے جاتے ہیں تاکہ جماعتیں ان کے مطابق عمل شروع کر دیں تمام جماعتیں ان جماعت

رہی ہیں کہ ریاست جموں و کشمیر میں حکام جیل سیاسی قیدیوں کے تشدد نہایت ظالمانہ اور انسانی سوز سلوک کر رہے ہیں - اس کی کئی ایک مثالیں پہلے ہی ہم بیان کر چکے ہیں - نہایت معزز قیدیوں کیساتھ وہ سلوک روا رکھا جاتا ہے - جو عام اخلاقی قیدیوں کے لئے بھی ہندو حکومتیں پسند نہ کریں گی - حالانکہ ان میں اکثر ایسے لوگ ہیں جو کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ معزز اور نہایت اعلیٰ گھرانوں کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں - اور ان سے اس طرح پرکام لیا جاتا ہے - جس طرح کہ اخلاقی قیدی



الفضل

نمبر ۱۲۶ قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۳۲ء ج ۱۹

# گلنسی کمیشن اور ہندو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں کے حقوق کی بے جا مخالفت

### موجودہ نظام حکومت اور مسلمان

مسلمانانِ پاکستان شریعت کی حکومت کی طویل عرصہ کی نا انصافیوں اور ستم رانیوں سے تنگ آکر جب عدل و انصاف کے حصول کے لئے آواز اٹھائی۔ جب ابتدائی انسانی حقوق کا مطالبہ کیا۔ اور جب موجودہ طریق حکومت کو اپنے لئے ناقابلِ برداشت قرار دے کر اس کی تبدیلی کا مطالبہ کیا۔ تو حکومت نے نہایت ہی نا اہلی انداز سے کام لیتے ہوئے جبر و تشدد کے ذریعہ ان کی آواز کو دبا دینا چاہا اور ہر ذریعہ طریق اختیار کیا۔ جو قابو یافتہ اور طاقت ور حکام تھے اور بے کس افراد کے خلاف اختیار کیا کرتے ہیں لیکن مسلمانوں نے باوجود قلت و ادبار میں مبتلا ہونے۔ باوجود محدود درجہ کی بے سروسامانی میں زندگی بسر کرنے اور باوجود انتہائی مشدائد و آلام سے دوچار ہونے کے ایسے استقلال اور ایسی جو اندر کی کا شہوت پیش کیا کہ اپنے۔ اور بچانے سب جیران نہ گئے۔

نظامِ حکومت میں تبدیلی کا اعتراف یا است کی طرف سے آخر ریاستی حکومت کو یہ اعلان کرنا پڑا کہ ریاست کے آئینی نظام کے متعلق غور کرنے اور اصلاحات جاری کرنے کے لئے تمام فرقوں کے نمائندوں کی کانفرنس منعقد کی جائے گی۔

اس اعلان سے جہاں یہ ظاہر ہو گیا کہ مسلمانانِ پاکستان کی چیخ و پکار بلاوجہ اور بے سبب نہیں۔ وہاں یہ بھی ثابت ہو گیا کہ موجودہ نظام حکومت کا جہاں مسلمانوں سے نفرت ہے۔ ریاست خود بھی اس میں اصلاح کی ضرورت محسوس کرتی ہے۔ اور مزید اصلاحات کا نفاذ ضروری سمجھتی ہے۔

### ہمایوں شاہ بہادر کا اعلان

اس کے لئے ہمایوں شاہ بہادر نے ۱۲ نومبر ۱۹۳۲ء کو مسلمانوں کی تہذیب اور اطمینان کی خاطر ایک اعلان کیا جس میں لکھا کہ ایک ایسی کانفرنس

منعقد کی جائے گی۔ جس میں رعایا کے تمام فرقوں کے نمائندے شامل ہوں گے۔ تاکہ اس کانفرنس میں دستور اساسی میں اصلاحات کی ترجیح کے لئے بہترین و مناسب ترین ذرائع پر تبادلہ خیالات ہو سکے۔ اور اس تبادلہ خیالات کے نتائج کے مطابق میرے غور اور میرے احکام کے لئے سفارشات مرتب کی جاسکیں۔

### کانفرنس کے نمائندوں کے متعلق مسلمانوں کے بے انصافی

ظاہر ہے کہ یہ اعلان مسلمانانِ پاکستان کی بے چینی اور اضطراب کو دور کرنے اور انہیں اس بات کا یقین دلانے کے لئے کیا گیا تھا۔ کہ ان کی تکالیف اور مشکلات کے ارتقا کے لئے مناسب اور موزوں طریق اختیار کیا جا رہا ہے۔ اور تمام فرقوں کے نمائندے جن اصلاحات کے متعلق مشورہ دیں گے۔ ان پر غور کر کے احکام نافذ کر دیے جائیں گے لیکن جب اس کانفرنس کے لئے نمائندوں کے تقرر کا وقت آیا۔ تو مسلمانوں کے ساتھ سخت بے انصافی کی گئی۔ اور وہ اس طرح کہ جہاں غیر مسلم فرقوں کے نمائندے ان کے مشورہ سے نہایت تامل سے سیاسی تجویزوں کے ماہر اور ریاستی معاملات سے واقف مقرر کئے گئے۔ وہاں مسلمانوں سے نہ تو ان کے نمائندوں کے متعلق کوئی مشورہ لیا گیا۔ نہ ان کی آبادی کے تناسب سے انہیں مقرر کیا گیا۔ اور نہ ہی یہ ضروری سمجھا گیا۔ کہ جن لوگوں کو مسلمانوں کے نمائندے بنایا جا رہا ہے وہ دستور اساسی کی تدوین و ترتیب میں مشورہ دینے کی اہلیت بھی رکھتے ہیں۔ یا نہیں۔ اور چند مسلمانوں کو محض غائب پرسی کے لئے ایسی اہم کانفرنس کے ممبر بنادیا گیا۔ جس کی ضرورت کا اعتراف مسلمانانِ پاکستان اپنے میں سے قیمتی مالوں کی قربانی اور بہت کچھ قربانی اور مالی نقصان اٹھا کر کیا تھا۔

### کمیشن کے خلاف مسلمانوں کی آواز

اس طرح عمل کے خلاف مسلمانانِ پاکستان نے پُر زور آواز اٹھائی ہے کہ ان کی کانفرنس کی طرف سے مسلمانانِ ہند کے مفاد پر مشورہ کا جو مفاد سامنے

کے متعلق وائسرائے ہند کی خدمت میں پیش ہوا۔ اس نے بھی اس کمیشن میں مسلمانوں کی باکمال ناکافی اور بے حد کم روزگاری کی کیفیت کو ملحوظ رکھ کر جواب دیا۔ اور یہ درخواست کی۔ کہ وائسرائے ہند ہمایوں شاہ بہادر کو مشورہ دے کہ وہ کمیشن کو از سر نو مرتب کریں۔ اور مسلم رعایا کے مشورہ سے اس میں اس کے نمائندے لئے جہاں مسلمانوں کی آبادی کی رعایت سے نہیں نمائندگی عطا کریں۔ اور مسلم ماہ ناموں کو جو اس وقت جیلوں میں پڑے ہیں۔ موقع دیں۔ کہ باہر کانفرنس کے سامنے شہادت دلاویں۔

### کمیشن کی رپورٹ

لیکن قبل اس کے کہ اس کا کوئی نتیجہ رونما ہو۔ اخبارات میں شائع ہو گیا کہ اس کمیشن نے اپنا کام ختم کر لیا ہے۔ اور اس کی سفارشات کے متعلق غیر مسند قرائنات بھی شائع ہو گئے۔ حتیٰ کہ یہ بھی اعلان ہو گیا کہ کمیشن کے صدر مسٹر گلنسی اپنا کام ختم کر کے اور اپنی رپورٹ مرتب کرنے کے بعد ریاست سے روانہ ہو گئے ہیں۔

### ہندو پریس کے محض افادہ مضامین

اب چاہیے تو یہ تھا کہ جب تک اس کمیشن کی مصدقہ رپورٹ شائع نہ ہو جاتی۔ اس وقت تک اس کی سفارشات کے متعلق کسی قسم کی رائے لینی نہ کی جاتی۔ اور مسلمان باوجود کمیشن کے متعلق عدم اعتماد کا پوری طرح اظہار کر دینے کے ابھی تک ایسی لئے اظہار رائے سے محروم ہیں لیکن ہندو پریس طویل و طویل مقالات مضامین شائع کر رہا ہے اور اس کی طرف سے یہ کوشش ہو رہی ہے کہ کمیشن نے اگر مسلمانوں کی معمولی سی بھی اشک شونی کی ہے۔ تو اسے بے اثر بنا دیا جائے۔ چنانچہ ٹاپ (۱۶۔ اپریل) نے اس غرض کو مد نظر رکھتے ہوئے جہاں یہ لکھا ہے کہ گلنسی کمیشن محض ایک رکھلا دوا ہی تھا۔ وہاں مسلمانانِ ریاست کو یہ مشورہ دیا ہے کہ

کمیشن کی سفارشات سے ان کی حالت بگڑ سکتی ہے۔ سنو نہیں سکتی۔ ایجنٹوں کی چالوں میں نہ پھنسو۔ اور اس میں خود ہرگز کھڑے نہ ہوں۔

### مطلب کے مشورہ کی حقیقت

موجودہ نظام حکومت کے متعلق ان لوگوں کو جو ایک لمحہ عرصہ سے اس کا تجربہ رکھتے ہیں۔ یہ بتانا کہ ان کے لئے بہتر ہے۔ بالکل نیا بات ہے جس نظام کی حقیقت تجربہ سے اور لمحہ تجربہ سے مسلمانوں پر واضح ہو چکی ہے۔ اس کے بہتر یا بدتر ہونے کا فیصلہ وہ آسانی سے کر سکتے ہیں۔ اور جب انہوں نے کہہ دیا ہے کہ وہ ان کے لئے ناقابلِ برداشت ہے۔ اور نہ صرف کہہ دیا ہے۔ بلکہ ہر قسم کی سختیوں اور ہر قسم کی مضامین کا نشانہ بن کر عملی طور پر اس کے بدتر ہونے کا ثبوت پیش کر دیا ہے۔ تو اب مطلب ایسا خیر خواہ نہیں اس کے بہتر ہونے کا قائل نہیں کر سکتا رہی یہ بات کہ گلنسی کمیشن کی سفارشات سے ان کی حالت بگڑ سکتی ہے۔ سنو نہیں سکتی۔ یہ سفارشات کے سرکاری طور پر شائع ہونے۔ اور نافذ ہونے کی شکل اختیار کرنے پر معلوم ہو جائے گا۔ اگر وہ سفارشات اور



ان کی منظور کردہ ہیئت ایسی ہی ہوئی جیسی ہندو پر میں ظاہر کر رہا تھا یعنی وہ مسلمانوں کی حالت کو اور زیادہ بگاڑنے کا موجب ہوئیں۔ تو اس کا نتیجہ مسلمانوں کی نسبت خود ریاست کے لئے زیادہ خطرناک ہو گیا کیونکہ کوئی حکومت جو اپنی رعایا کی بہت بڑی اکثریت کی حالت کو سنوارنے کے لئے نہیں بلکہ بگاڑنے کے لئے تیار دیر نافرمان کرتی ہے وہ دیت پر اپنی بنیاد رکھتی ہے۔ اور ایسی بنیاد جس کو مستحکم ہو سکتی ہے اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

**ہندو پر میں کی خیر خواہی کا تقاضا**  
پس اگر ہندو پر میں کو خاص ذرائع سے دپورٹ کے شائع ہونے سے قبل ہی یہ معلوم ہو گیا ہے کہ اس کی سفارشات مسلمانوں کی حالت کو سنوارنے کی بجائے بگاڑنے کا موجب ہو گئی۔ تو اس کی خیر خواہی کا تقاضا یہ ہے کہ اس خطرے سے ریاست کو آگاہ کرے اور اسے مشورہ دے کہ سفارشات کو ایسے رنگ میں منظور کیا جائے جس سے مسلمان مطمئن ہو سکیں۔ اور وہ سمجھ سکیں کہ ان کی حالت بگاڑنے کے لئے نہیں بلکہ سنوارنے کے لئے اصلاحات نافذ کی جا رہی ہیں۔

**جداگانہ نیابت اور ہندو**  
قطع نظر اس سے کہ گھنٹی کی گھنٹی نے جو سفارشات کی ہیں۔ ان کی مصدقہ صورت کیا ہے۔ اور قطع نظر اس سے کہ ہمارا جہاں انہیں کس رنگ میں نافذ کرنے کی منظور دی دیتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو اپنی آبادی کے لحاظ سے نمائندگی کا حق حاصل ہوتا ہے یا نہیں۔ ہندو پر میں موت اس بنا پر شور برپا کر رہا ہے کہ مشر گھنٹی نے ریاست کشمیر کی اسمبلی میں فرقہ وارانہ انتخاب اور جداگانہ نیابت رکھنے کی سفارش کی ہے۔

کشمیر میں مسلمانوں کی جداگانہ نیابت کی مخالفت کی وجوہات یہ ہیں جو برطانوی ہند میں کارفرما ہیں ہندوؤں کا مطلب یہ ہے کہ اول تو کشمیر میں موجودہ نظام حکومت ہی قائم ہے جس میں مسلمانوں کو نہایت بے دردی سے پیما جاتا ہے لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو۔ اور کوئی تیسری ہی کیا جائے۔ تو وہ ایسا ہو جس کی وجہ سے ہندوؤں کے بے جا قبضہ و تصرف میں کوئی خلل نہ واقع ہو۔ اور وہ اسمبلی کے قائم ہونے کی صورت میں اسی طرح ہو سکتا ہے کہ فرقہ وارانہ انتخاب نہ ہو تاکہ ہندو اپنے خاثر اور رسوم و احوال اپنے صدیوں کے عہد کی وجہ سے انہی لوگوں کو مسلمانوں کے نمائندے منتخب کرانیں جو ہندوؤں کے ہاتھ میں کھڑ پٹیاں ہوں لیکن ہندوؤں کو یاد رکھنا چاہیے کہ جب اس قسم کے خطرات اور خدشات کی وجہ سے مسلمان برطانوی ہند میں مخلوط انتخاب تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ تو کیا میں جہاں حکومت ہی ہندوؤں کی ہے۔ وہ کس طرح مخلوط انتخاب گوارا کر سکتے ہیں۔ پس جداگانہ انتخاب مسلمانوں کا سب سے پہلا مطالبہ ہے اور اس کا پورا ہونا ضروری ہے۔

**مسلمانوں سے مطالبہ**  
”مطلب“ اسے ریاستی اسمبلی کے سلسلہ میں مسلمانوں کے ایکشن کا بھی ذکر کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔۔۔

”بیشتر اس کے کہ کسی اسمبلی کے بنانے کا خیال پیدا ہو مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اقلیتوں کو مطمئن کر لیں۔ اور انہیں یقین دلادیں کہ اب دھارناگ اور کوٹلی۔ واجوری۔ میرپور۔ وغیرہ جیسے واقعات پھر نہ ہوں گے۔ اگر وہ ایسا یقین نہیں دلا سکتے۔ اور اپنی ذہنیت کی تبدیلی کا کوئی ثبوت نہیں دے سکتے۔ تو پھر وہ اپنے ہی اصول کے مطابق کشمیر میں اپنی اکثریت کی حکومت کا مطالبہ کرنے میں اپنے آپ کو کس طرح حق بجانب ثابت کر سکتے ہیں۔ اگر ریاستی مسلمان اقلیتوں کی حفاظت کا ذمہ نہیں لے سکتے تو پھر فرقہ وارانہ نظام حکومت کا بھی مطالبہ نہ کریں۔“

**ہندوؤں کی معقولیت**  
فرقہ وارانہ نیابت کے خلاف کیا ہی معقول دلیل ہے۔ اور اس کی معقولیت میں مزید اضافہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ انہی لوگوں کی طرف سے پیش کی جا رہی ہے۔ جو برطانوی ہند میں جہاں نرم سے اسمبلی قائم ہے جہاں ہر صوبہ کی کونسلیں موجود ہیں۔ اقلیتوں کو ان کے حقوق کے متعلق بار بار یہ جواب دے چکے ہیں کہ حقوق کے تحفظ کا اس وقت نہ مسئلہ ہی نہیں پیدا ہو سکتا۔ جب تک ہندوستان کی اکثریت یعنی ہندو ملک کے سیاہ و سفید کے مالک نہ بن جائیں۔ اور سلسلے اختیارات انہیں حاصل نہ ہو جائیں۔ اور تو اور خود اسٹی مطلب ہونے اور اس کے اسی خوشحالچند نے جو اب مسلمانوں کو کشمیر میں اسمبلی کا خیال بھی دل میں لانے سے قبل یہ فرض بتا رہا ہے کہ وہ اقلیتوں کو مطمئن کر لیں چاند ہی روز قبل لکھا تھا۔۔۔

”ہندو مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کا وعدہ کیسے کر سکتے ہیں ہندوؤں کے پاس ہے ہی کیا۔ جو وہ مسلمانوں کو دے سکیں۔ ان کے اپنے حقوق کماں محفوظ ہیں۔ اور جب مسلمانوں نے اپنے حقوق کو محفوظ رکھنے کا سوال اٹھایا۔ تو اس وقت انہیں بتا دیا گیا تھا کہ پچھلے سال ہندوؤں کے حقوق حاصل ہو کر لو۔ پھر ان کی تقسیم بھی کر لیا۔ جو چیز موجود ہی نہیں۔ اس کی تقسیم پر ہندوؤں کا کہاں کا انصاف ہے۔ اور کہہ کر دانت بندھ گئے۔“ (۲۲-۲۳)

**مسلمانوں کو کیوں مطمئن نہیں کیا جاتا**  
کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ جو ہندو اکثریت میں ہو مسلمانوں کی اقلیت کے حقوق کے تحفظ کا وعدہ اس لئے نہیں کرتے۔ کہ انہیں اسمبلی نہیں بلکہ کل ادا حکومت حاصل ہوئے۔ وہی مسلمان کشمیر کے متعلق یہ کہہ رہے ہیں کہ اسمبلی کے قیام کا خیال کرنے سے ہی قبل ہندوؤں کو مطمئن کر لیں۔ اگر مسلمان کشمیر کا اسمبلی قائم ہونے سے قبل ہندوؤں کو مطمئن کرنا فرض ہے۔ تو برطانوی ہند کے ہندوؤں کا سودا یہ حال کرنے سے قبل مسلمانوں اور دوسری اقلیتوں کو مطمئن کرنا اور ان کے حقوق کے تحفظ کا یقین دلانا کیوں فرض نہیں۔ پھر کشمیر میں تو حکومت ہی ہندوؤں

کی ہے۔ اور مسلمانوں کے پاس ہے ہی کیا۔ جو وہ ہندوؤں کو دے سکیں ان کے اپنے حقوق کماں محفوظ ہیں۔ ایسی صورت میں ہندوؤں کو مطمئن کرنے کا مطالبہ کہاں کا انصاف ہے اور کہہ کر دانت بندھ گئے۔ مسلمانوں کو اپنے حقوق تو حاصل کر لینے۔ پھر ہندوؤں کے مطمئن کرنے کا مطالبہ بھی کر لینا۔

**ہندوؤں کی طرف مسلمانوں پر مطالبہ**  
موجودہ حالت میں کشمیر کے متعلق اگر ہندو یہ مطالبہ کر سکتے ہیں کہ مسلمان انہیں یقین دلادیں کہ دھارناگ۔ کوٹلی۔ واجوری۔ میرپور وغیرہ جیسے واقعات پھر بھی نہ ہوں گے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ان واقعات میں بھی مسلمان ہی مظلوم اور ستم رسیدہ ثابت ہیں۔ تو مسلمانوں کو یہ مطالبہ کرنے کا کیوں حق نہیں۔ کہ ہندو انہیں یقین دلادیں کہ بنارس۔ کانپور۔ گورنا وغیرہ کے روج فرسا واقعات جن میں مسلمانوں کو موجودہ تحریکوں کی وجہ سے دوران میں ہی بے دریغ قتل و غارت کیا گیا۔ پھر بھی نہ ہوں گے۔ اگر ان کے متعلق عدالت عالیہ آباد کے ایک جج نے حال ہی میں جو فیصلہ دیا اس میں ہندو مجرموں کے متعلق لکھا ہے۔۔۔

”یہ لوگ مسلمانوں کی تعداد میں گنتی کی چند مسلمان خاتون اور بچوں پر حملہ آور ہوئے۔ اور انہیں ہارم کے ذبح کر ڈالا صرف اس وجہ سے کہ یہ ایک دوسری قوم کے فرد ہیں۔“  
اگر برطانوی ہند میں اس قسم کے واقعات باوجود ہندو سوراہہ کا مطالبہ کرتے ہوئے مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ سے اعراض کر رہے ہیں۔ تو انہیں کشمیر میں بعض اسمبلی کے قیام پر اور وہ بھی ہندو حکومت یا مسلمانوں کے کسی قسم کا مطالبہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ لیکن باوجود اس ہم یقین لاتے ہیں۔ کہ اگر کشمیر کے ہندو مسلمانوں کے مطالبات کے رستہ میں خواہ خواہ روک نہ بنیں۔ اور اذرا و شرارت فرقہ وارانہ فسادات برپا نہ کریں۔ بلکہ آئینی جدوجہد میں مسلمانوں کے ساتھ شامل ہوں۔ تو مسلمان ہندو خوشی ان کے حقوق انہیں ملے۔ بلکہ مناسب مراعات دینے سے ہی دریغ نہ کریں گے۔

**امریکہ میں مسلمانوں کی سیاسی حقوق پر یکجہ**  
مسلمانان ہند نے بہت کچھ لٹو کر یہ کھانے اور نقصان اٹھانے کے بعد اگرچہ اب اپنی باغزت زندگی اور تحفظ حقوق کے لئے کچھ نہ کچھ جدوجہد شروع کی ہے۔ لیکن اقوام عالم کی لئے عامہ کو اپنی صحیح پوزیشن سے آگاہ کر کے ان کی ہمدردی حاصل کرنے کے مسائل میں ابھی تک ان کی طرف سخت افسوسناک کوتاہی ہو رہی ہے۔ دیگر ممالک تو کجا۔ خود انگلستان جس کے ساتھ ہندوستان کی قسمت بہت حد تک وابستہ ہے۔ اور جس کا فیصلہ آفری۔ اور قطعی فیصلہ ہوگا۔ وہاں کے رہنے والے بھی اس وجہ سے کہ ہندوؤں نے اپنے حق میں بردست پروا نہ کیا کر رکھا ہے۔ انہی کو حق پر سمجھتے اور انہی کے مطالبات کو ہندوؤں کے قومی مطالبات تصور کرتے ہیں۔ یہی حال امریکہ کا ہے۔ جو دنیا کی سیاسی زندگی میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ سلسلہ ایالات متحدہ کے مبلغ صوفی علیہ الرحمہ صاحب کمالی ایم۔ اے امریکہ میں

تبلیغ اسلام کے ساتھ مسلمانوں کی سیاسی خدمات بھی سرانجام دیتے رہتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے تازہ کتب میں اطلاع دیتے ہیں جب وہ ہندوؤں کے سامنے اس وجہ سے انہیں تقریر کی دعوت دی گئی۔ اور کہیں



# خطبہ جمعہ

## دنیا کی ترقی کا دارالوہدائی کے قریب حصول

### الہام الہی پر مخلص ہے!!

### ابن خلیفۃ المسیح الثانی اید اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۵ اپریل ۱۳۳۶ھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

مذہب کی بنیاد

حقیقتاً وحی الہی پر ہوتی ہے۔ اور

مذہب کی ضرورت

بہی تبھی سمجھ جاسکتی ہے جیسا انسانی عقل بعض مقامات پر جا کر رک جاتی ہو۔ اور ہمیں دوسرے سے قاصر رہ جاتی ہو۔ مگر اگر انسان اپنی عقل اور تدبیر

سے اس تمام کام چکا سکتا۔ تو یقیناً اس امر کی کوئی ضرورت نہ ہوتی۔ اور کوئی ضرورت نہیں تھی کہ اللہ تعالیٰ اپنے

الہام کے ذریعہ

دنیا کو ہدایت دے۔ یا انبیاء علیہم السلام کو مبعوث کر کے دنیا کے ان کو بظاہر خطرہ میں ڈال دے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں جب بھی کوئی ماسوا آتا ہے تو دنیا میں

خطرناک فساد

پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ظاہر میں گناہیں محسوس کرتی ہیں۔ کہ بچائے ان ترقی کرنے کے فتنہ و فساد کی راہیں کھل گئیں۔ بجائے قلوب میں

محبت پیدا ہونے کے لڑائی اور جھگڑے کے لئے راستے پیدا ہو گئے۔ اور بچائے ترقی کرنے کے لوگ تشریل کی طرف اٹھ جگئے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں۔ اگر ہم انبیاء کی

روحانی برکات

کو نظر انداز کر دیں۔ اور وہ امیدیں جو ان کے ساتھ وابستہ ہوتی ہیں۔ انہیں بھلا دیں۔ تو یقیناً وہ فتنہ و فساد جو ان کی بعثت پر رونما ہوتا ہے

آسان بھیگا۔ اور ایسا خطرناک نظر آئے گا۔ کہ

انسانی عقل

اس پر دنگ اور حیران رہ جاتی ہے۔ اور یہ صریح کفار کا ہی نظریہ نہیں ہوتا۔ مومن بھی یہی سمجھتے اور کہتے ہیں۔ بلکہ مومنوں نے ہی کیا کہنا ہے

اللہ تعالیٰ کے ملائکہ

ہمیں یہی کہتے ہیں جیسا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مبعوث کیا۔ تو اس وقت فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور یہی کہا۔ آپ کے

مبعوث کرنے لگے ہیں۔ تو نظر آتا ہے۔ کہ اس کے ذریعہ دنیا میں

سفاک دم

ہوگا۔ جھگڑا و فساد پیدا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی اس بات سے تمسخر نہیں کیا۔ بلکہ اسے تسلیم کیا لیکن ساتھ ہی کہا۔ کہ اس کا خاتمہ نقصاناً

سے بہت زیادہ ہے۔ بلکہ اس کے ذریعہ دنیا میں فتنہ و فساد پیدا ہوگا۔ بے شک باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ سے جدا ہوگا۔ بیشک

لوگوں میں تفرقہ اور شقاق پیدا ہو جائیگا۔ اور عیسائے۔ آپس کی محبت اور پیار میں انقطاع واقع ہو جائیگا۔ لیکن پھر بھی جو فرائض اس کی بعثت سے متعلق ہیں۔ وہ اس قدر زیادہ اور اتنے اہم ہیں۔ کہ

ساری دنیا کی تباہی

بھی ان کے آگے کوئی حقیقت نہیں کہتی پھر ملائکہ نے ہی کیا کہنا ہے۔ خود وہ انبیاء بھی جنہیں اللہ تعالیٰ مبعوث کرتا ہے۔ اس بات کا

اتحاد کرتے ہیں۔ کہ ان کے آنے پر دنیا میں فتنہ و فساد و بھڑک اٹھے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کا مشہور قول

ہے۔ انہوں نے کہا۔ کیا تم کو یقین ہے کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں۔ میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ نہیں۔ بلکہ عدوان کرانے کیلئے

آجے آیا۔ مگر کے پانچ آدمی آپس میں مخالفت رکھیں گے۔ دوسرے تین اور تین سے باپ بیٹے سے مخالفت رکھیں گے۔ اور بیٹا باپ سے

بیٹی سے اور بیٹی ماں سے ساس بہو سے اور بہو ساس سے میں اس لئے آیا ہوں۔ کہ آدمی کو اس کے باپ سے اور بیٹی کو اس کی ماں سے اور بہو کو اس کی ساس سے جدا کر دوں۔ اور آدمی کے دشمن اس کے گھری کے لوگ ہوں گے۔ اور پھر انبیاء سے ہی کیا کہنا ہے

خود دنیا کو پیدا کرنے اور ان

رسولوں کو مبعوث کرنے والا خدا

بھی یہی کہتا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے۔ ہم جیسا بھی دنیا میں الہام نازل کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ فاسد و فاسق و فاسق و فاسق

ہمارے احکام جیسا اس زمانہ کے مرفہ الحال لوگوں کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ اور وہ ان کا انکار کرتے ہیں۔ تو لڑائی اور فساد ترقی کر جاتا ہے۔ پس

سراپا کستی

اس بات پر متفق ہے۔ خواہ وہ خالق ہو یا مخلوق۔ یہی ہو یا فرشتے مومن ہو یا کافر۔ کہ انبیاء کی بعثت کے ساتھ دنیا میں عالمگیر لڑائی اور جھگڑا پیدا ہو جاتا ہے۔ کفر اور اسلام اس بات پر جمع ہو جاتا ہے۔ اور مومن و کافر کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ انبیاء کے ساتھ دنیا

میں فتنہ و فساد و فساد و فساد ہوتا رہتا ہے۔ بلکہ حد سے زیادہ ترقی کر جاتا ہے۔

سوال یہ ہے

کہ پھر کیوں اللہ تعالیٰ ان فتنہ و فساد کی راہوں کا کھلا رستہ ہدایت کر لیتا ہے۔ کیوں جنہوں کو مبعوث کر کے ان

جھگڑوں میں اضافہ

کر دیتا ہے۔ اور کس لئے مسکرتوت کو بند کر کے دنیا کو اس دھن سے زندگانی بسر کرنے نہیں دیتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ فتنہ و فساد

خدا کے کلام کی وجہ سے پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ

انفوس کے گند کی وجہ سے

پیدا ہوتا ہے۔ اگر اس فتنہ و فساد کا موجب اللہ تعالیٰ کے انبیاء ہوتے تو کبھی اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو دنیا میں نہ بھیجتا۔ کیونکہ وہ فتنہ و فساد

نہایت نہیں کرتا۔ و حقیقت لوگ خود گند سے ہستے ہیں۔ بنی ان میں اور گند پیدا نہیں کرتے۔ بلکہ ان کے اندر جو حق گند ہو۔ اسے

ظاہر کر دیتے ہیں۔ جس طرح

طیب

ایک سیار کو سہل دیتا ہے۔ اور اس کے پیٹ سے گندے پتے نکلتے ہیں۔ تو کوئی نہیں کہتا کہ اس طیب نے میرا پیٹ خراب کر دیا



یا مقلب دے کر معذہ کو گندہ کر دیا۔ بلکہ ہر شخص ہی کہتا ہے کہ بیش میں پچھلے گندہ موجود تھا جلیب نے

### مہل و دیگر

وہاں ہر حال دیا۔ اور اس کے غنی عیب کو ظاہر کر دیا۔ یہی حال انبیاء کی تعلیم

کا بھی ہوتا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے معذہ ہو کر اس کی تعلیم پیش کرتے ہیں۔ تو وہ تعلیم مہل اور مہل کی طرح لوگوں کے گندہ کو باہر نکال دیتی ہے۔ یہ نہیں کہ وہ گندہ ان کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ بلکہ ان کی وجہ سے ان کا غنی گندہ ظاہر ہو جاتا ہے پس

### انبیاء علیہم السلام کی مثال

اس طبیب کی سی ہوتی ہے۔ اگر مہل کے ذریعہ مادہ فاسدہ کا اخراج کرتا ہے یا ان کی مثال اس جراح کی سی ہوتی ہے۔ جو لشر کے ذریعہ پھوٹے سے پیپ خارج کر دیتا ہے۔ بظاہر ایک بند پھوٹے میں کوئی پیپ دکھائی نہیں دیتی۔ لیکن ڈاکٹر کا لشر کئی کئی چھانک بلکہ بعض دفعہ سیروں پیپ اس میں سے نکال دیتا ہے۔ اور کوئی نہیں کہتا کہ ڈاکٹر نے پیپ پیدا کر دی۔ بلکہ ہر شخص ہی کہیگا کہ پیپ پہلے سے موجود تھی۔ ڈاکٹر نے صرف چیر کر اسے نکال دیا۔ پس مرین

### احسان مند

ہوتا ہے۔ نہ کہ معترض۔ اسی طرح اگر انبیاء کی بحث سے دنیا میں فتنہ و فساد بڑھ جاتا ہے۔ اگر

### انبیاء کی بعثت

سے لڑائی اور جھگڑا و فساد ہو جاتا ہے۔ اور اگر انبیاء کی بعثت سے لوگوں کے گندہ اور خرابی میں ترقی ہو جاتی ہے۔ تو اس کی یہ وجہ نہیں کہ وہ خرابی یا فتنہ و فساد انبیاء پیدا کرتے ہیں۔ بلکہ یہ ہے کہ گندہ پہلے سے موجود ہوتا ہے۔ وہ اس گندہ کو ظاہر کر دیتے ہیں۔

پس انبیاء کی بعثت پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس سے آنحضرت تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ انبیاء کی بعثت

### نہایت ہی اہم مقاصد

پر مشتمل ہوتی ہے کیونکہ اگر ان کی بعثت نہایت ہی عظیم الشان امور کی سر انجام دہی کے لئے نہ ہوتی تو ان کے کہنے پر جس قدر فتنہ و فساد پیدا ہوتا ہے۔ اسے دیکھتے ہوئے مصلحت وقت کا تعاضا ہی ہوتا۔ کہ انہیں دنیا میں نہ بھیجا جاتے۔ مگر باوجود فتنہ و فساد پیدا ہونے کے اللہ تعالیٰ کا انبیاء کو مبعوث کرنا ظاہر کرتا ہے کہ جو بظاہر نقصان دکھائی دیتا ہے۔ اس سے نفع بہت زیادہ ہے پس باوجود اس کے کہ انبیاء کی بعثت سے ہر گھر میں فتنہ پیدا ہوتا ہے ہر گاہ میں فتنہ پیدا ہو جاتا ہے ہر شہر میں فتنہ پیدا ہو جاتا ہے ہر ملک میں فتنہ پیدا ہو جاتا ہے اور ہر قوم

میں فتنہ پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ کہ انہیں مبعوث کرنا بتاتا ہے کہ

### انسانی عقل راہنمائی کیلئے کافی نہیں

اگر انسانی عقل ہی کافی ہوتی۔ تو ایسی صورت میں انبیاء و نبیائیں کبھی مبعوث نہ ہوتے۔ پس ایک سطر جب ہم اس فتنہ پر نگاہ دوڑاتے ہیں جو انبیاء کے آئے کیساتھ دنیا میں پیدا ہو جاتا ہے اور دوسری طرف ہم

### انبیاء کے تواثر اور تسلسل

کو دیکھتے ہیں۔ تو لازماً ہمیں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ وحی الہی اپنے ساتھ کوئی ایسی ذمہ داری رکھتی ہے۔ جسے ہم بغیر وحی کے حاصل نہیں کر سکتے انہی چیزوں میں سے میں اس وقت ایک موٹی چیز کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ

### عقل کی بنیاد

جذبات پر نہیں ہوتی بلکہ اس کی بنیاد دلیل پر ہوتی ہے۔ اور دلیل جذبات کو بتاتی ہے بڑھاتی نہیں۔ جتنا جتنا کس امر میں دلیل کا غلبہ ہوتا جائیگا۔ اتنا ہی اس امر میں

### محبت کا پہلو

کم ہوتا جائیگا۔ اور جتنی جتنی عقل کی اتباع کی جائے۔ اتنے ہی جذبات کمزور ہوتے چلے جائیگے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں جتنا جتنا جذبات ترقی کریں گے۔ اتنا ہی

### عقل کا پہلو

کمزور ہوتا جائے گا۔ یہاں تک کہ جذبات ترقی کر کے بعض دفعہ ایسی صورت اختیار کر لیں گے کہ عقل کا دروازہ بالکل بند کر دیں گے۔ چنانچہ کئی مائیں محض

### جذبات کے غلبہ کی وجہ سے

اپنے بچوں کے متعلق ایسی باتوں پر آمادہ ہو جاتی ہیں جو مرتعہ طو پر ان کے لئے نقصان رساں ہوتی ہیں۔ لیکن جذبات کا غلبہ عقل کے اس پہلو کو کمزور کر دیتا ہے ہر جگہ وہ عقل سے کام لیتی لیکن یہاں اپنے بچے کے متعلق سوال پیدا ہوگا۔ وہ جانتیگی کیونکہ محبت کی بے جا زیادتی انسانی عقل پر پردہ ڈال دیتی ہے۔ بڑی بڑی عقل اور

### فہم و فراست والے

لوگوں کے متعلق بھی دیکھا جاتا ہے کہ جہاں ان کے دوستوں اور عزیزوں کے متعلق کوئی سوال پیدا ہوتا ہے۔ وہاں ان سے کوئی بات ہو جاتی ہے۔ وہ ساری دنیا کو عقل سمجھتیگی۔ ساری دنیا کو فہم و فراست کا سبق دیں گے۔ لیکن اپنے دوستوں اور عزیزوں کے متعلق اپنا ہی دہرایا ہو اسبق بھول جاتیں گے۔ ان کے جذبات ان کی عقل پر غالب آجائیں گے۔ اور وہ رعایتیں کریں گے۔ بے لطفانی شروع کر دیں گے۔ اور اس امر کو بالکل فراموش کر دیں گے کہ

### نا انصافی اور بے جارحانہ

ہی دنیا کو تباہ کرتی ہیں۔ پس عقل اور جذبات ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے اس ان دونوں کو جمع کرنے والی ایک ذمہ داری ہے۔ اور وہ وحی الہی ہے۔ خالی عقل کبھی دنیا میں کامیاب نہیں کر سکتی۔ اسی طرح خالی جذبات دنیا میں کبھی کامیاب نہیں کر سکتے۔ یہ دونوں

### متضاد چیزیں

ہیں۔ اور یہ دونوں آپس میں نہیں مل سکتیں۔ جس طرح آگ اور پانی متضاد چیزیں ہیں۔ اسی طرح عقل اور جذبات متضاد چیزیں ہیں لیکن جس طرح آگ اور آبی آگ اور پانی ملا کر ان سے نہایت مفید کام لینا شروع کر دیتے ہیں۔ انہیں اور مشینیں انہی دونوں کے ملنے سے چلتی ہیں۔ اسی طرح ان دو متضاد چیزوں کو بھی ایک اور تربت چیز جوڑتی ہے۔ اور وہ چیز جو

### انسانی مشین

کے اندر عقل اور جذبات کو متحد کر دیتی ہے۔ وہ وحی الہی ہے۔ اگر نہ عقل اپنی جگہ نہایت مفید دکھائی دیتی ہے۔ اور وہ پورے استقلال کے ساتھ اپنے اس دعویٰ پر اصرار کرتی چلی جاتی ہے کہ دنیا میں صرف

### جذبات کے ساتھ کامیابی نہیں ہو سکتی

اور اگر ہم وحی الہی کو نظر انداز کر دیں۔ تو ہمیں ایسا ہی تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح جذبات اپنی جگہ اس دعویٰ پر اصرار کرتے ہیں کہ

### خالی عقل دنیا میں کچھ نہیں کر سکتی

اگر مجھے نظر انداز کر دیا جائے۔ تو عقل جس تا کا رہ ہو جائے۔ اگر ہم اس امر پر غور کریں۔ تو ہمیں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ دنیا کی تمام ترقی

جذبات پر منحصر ہے۔ جذبات کہتے ہیں کہ عقل تو تجربہ کے بعد پیدا ہوتی ہے لیکن وہ بچہ جس نے آگے دنیا کو چلانا ہوتا ہے۔ اس سے

### ماں باپ کی محبت

کس چیز پر مبنی ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ان کی محبت عقل پر مبنی نہیں ہوتی۔ بلکہ جذبات اس کا موجب ہوتے ہیں۔ اگر جذبات اس محبت کا موجب نہ ہوتے۔ تو کبھی ماں باپ اپنے بچوں کو کھانا نہ کھلاتے۔ انہیں کپڑے نہ پہناتے۔ ان کی ضروریات کا خیال

نہ رکھتے۔ کیونکہ عقل کہتی ہے۔ لیکن ہے۔ یہ آج تم سے کھاپی کر ڈے ہو کر ناخران ہو جائیں۔ یا عقل کہتی ہے بچوں پر خرچ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ جو رو رہے ہو۔ اس سے

### اپنے نفس پر خرچ

کر رہے



### جذبات عقل پر غالب

آجاستے ہیں۔ اور ماں باپ محض جذبات کی بناء پر سمجھتے ہیں ہمارے بچے ہمیں جان سے بھی زیادہ عزیز ہے اگر عقل کے ساتھ جس بچے پالے بھی جاتے تو بھی عقل زیادہ سے زیادہ بڑھتی دے سکتا ہوتی کہ بچوں کو اس لئے کھلایا یا پالایا جائے کہ وہ بڑھاپے میں ماں باپ کے کام آئیں گے۔ مگر ایسے بچے تو بچے ہوتے ہیں۔ جو ماں باپ کی آخری عمر میں پیدا ہوتے ہیں اور ماں باپ کو یقین ہوتا ہے کہ جب تک یہ جوان ہوں گے ہم

### قبروں میں

چلے جائیں گے۔ مگر باوجود اس کے ماں باپ انہیں پالنے اور ان کی پرورش کرتے ہیں بلکہ جتنے جتنے ماں باپ بوڑھے ہوتے جاتے ہیں اتنی ہی ان کی محبت بچوں سے زیادہ ہوتی جاتی ہے عام طور پر دنیا میں دستور ہے کہ

### جوانی کی اولاد

اتنی پیاری نہیں ہوتی جتنی بڑھاپے کی ہوتی ہے۔ حالانکہ جوانی کی اولاد کے متعلق تو یہ خیال بھی کیا جاسکتا ہے کہ یہ کسی وقت ہمارے کام آئے گی لیکن بڑھاپے کی اولاد کے متعلق تو ایسا خیال بھی پیدا نہیں ہوتا۔ پس

### اولاد کی تربیت

جذبات سے ہی وابستہ ہے عقل سے نہیں اسی طرح

### سیاسی ترقیات

بھی اس قومی یا مذہبی جذبہ کے ساتھ وابستہ ہوتی ہیں۔ جو کسی قوم کے افراد میں جان قربان کر دینے کے متعلق پایا جاتا ہے۔ اگر لوگوں کے اندر جان قربان کر دینے کے متعلق جذبات نہ پائے جاتے تو دنیا کبھی ترقی نہ کر سکتی۔ وہی تو ہیں دنیا میں بڑھتی ہیں۔ اور وہی تو ہیں دنیا میں بڑھ سکتی ہیں۔ جنہوں نے

### اپنی جانوں کو خطرہ میں

ڈالا اور اس امر کے لئے تیار ہیں کہ جس وقت بھی ضرورت پیش آئیگی۔ ہر رنگ میں قربانی کرنے کے لئے تیار رہیں گی کیونکہ کوئی عقل کہتی ہے کہ جاؤ اور جا کر خود کو مر جاؤ اور بچوں کو فائدہ پہنچاؤ۔ ایسے موقع پر عقل تو ہر شخص سے یہی کہتی ہے کہ اگر ذریعہ مر گیا تو تجھے اس سے کیا فائدہ۔ کہ دوسروں کو فائدہ حاصل ہو گی پس عقل جنگ کے موقع پر

بھی یہی کہے گی کہ مت لڑو۔ لیکن اس وقت جذبات غالب آجائیں گے۔ اور یہ جذبہ دل کو چین سے نہیں دے گا۔ کہ یہ میرا ملک ہے اور میری قوم کو فائدہ حاصل ہونی چاہیے اور

یہ جذبہ بھی اس امر پر غور کرنے پہنچا دینگا۔ کہ اگر میں مر گیا تو اس سے مجھے کیا فائدہ ہوگا۔ اسے موقع پر جذبات کے مقابلہ میں عقلی دلائل بالکل وسیع نظر آئیں گے۔ پس یہ دعویٰ بھی جذبات کا صحیح ہے کہ

### بغیر جذبات

کے کسی کام کو کر دیکھو اس میں کامیابی نہیں ہوگی۔ غرض ہم جب جذبات کے پہلو کو دیکھتے ہیں۔ تو ہمیں ان کی بات ماننی پڑتی ہے۔ اور اگر ہم عقل کی بات سوچیں تو ہمیں اس کی بات کو درست تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ اس

### درملہ تیرت

سے اللہ تعالیٰ کا الہام ہی ہے جو باہر نکلتا ہے۔ اور جتنا ہے کہ یہ بھی صحیح کہتا ہے۔ اور وہ بھی صحیح کہتا ہے۔ مگر ان دونوں کی کچھ حدود ہیں۔ انہیں مد نظر رکھنا چاہیے۔ الہام کے بغیر جب ہم جذبات کو غالب کریں گے۔ عقل رخصت ہو جائیگی اور جب عقل کو غالب کریں گے تو جذبات کا پہلو بالکل دب جائیگا۔ لیکن الہام کہے گا کہ یہ دونوں باتیں درست ہیں عقل بھی ضروری ہے اور جذبات بھی مفید ہیں لیکن ہر ایک کے لئے ایک موقع اور مقام ہے۔ پس

### الہام الہی کے ماتحت

یہ دونوں مفقادات چیزیں یکجا ہو جائیں گی۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے عیسے جرمین داسے فرانس کے ملک میں بن جائیں۔ اور فرانسیسی جرمین میں بن جائیں لیکن انگریزوں کے ملک میں یہ دونوں اکٹھے ہو جائیں۔ کیونکہ انگریز تیسری طاقت ہیں وہی طرح الہام الہی بھی عقل اور جذبات سے بالکل علیحدہ ایک ثالث اور صنعت کی حیثیت میں ہے اور وہ عقل اور جذبات کو اچھی اپنی جگہ پر قائم کر دیتا ہے۔ جس طرح دنیا میں بھی ہر جگہ اسے میں ایک

### ثالث کی ضرورت

ہوتی ہے اس طرح ان عقل اور جذباتی لڑائیوں میں بھی ایک ثالث کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ الہام الہی ہے۔ عقل اور جذبات کی جگہ میں سے مثلاً

### مرد و عورت کا باہمی نزاع

بھی ہے۔ عورتیں کہتی ہیں ہم دنیا کے ہر شعبہ میں ترقی کر سکتی ہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ قانون مردوں کے ہاتھ میں ہے وہ جو چاہتے ہیں۔ اپنے فائدہ کے لئے بناتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں اگر کسی امر میں عورتوں کا دخل ہو تو مرد کہہ دیتے ہیں انہوں نے اپنے فائدہ کو مد نظر رکھا۔ ایسی صورت میں وہی الہی ہے جو مرد و عورت کے حقوق کے متعلق روشنی ڈالتی اور اس

### جھگڑے کا درست تصفیہ

کر سکتی ہے اگر وہی الہی ایک ثالث کی حیثیت میں اگر ان جھگڑوں کا فیصلہ نہ کرے تو میاں بیوی آپس میں لڑتے ہی چلے جائیں گے اور باہم زندگی بسر کرنا محال ہو جائیگا خدا کا الہام بتاتا ہے۔ خدا نہ مرد ہے نہ عورت۔ اس لئے نہ وہ مردوں کے ساتھ رعایت کرتا ہے اور نہ عورتوں کی حق تعالیٰ۔ اس کا فیصلہ بین انصاف ہے۔ غرض وہی الہی ایسی چیز ہے جو تمام قسم کی

### ترقیات کا صحیح راستہ

بتاتی ہے۔ نہ صرف اللہ تعالیٰ سے تعلق وہی الہی کے درمیان ہوتا ہے۔ بلکہ دنیاوی ترقیات بھی اس کے ماتحت ہوتی ہیں وہ لوگ جو یہ کہہ کرتے ہیں کہ ایسی ہی قومیں جو بیوروکری الہی کی راہنمائی کے خود بخود اسباب سے کام لیں گی وہہ سے ترقی کر جاتی ہیں۔ جھوٹے ہیں۔

### یورپ کی ترقی

محض اسلامی تعلیموں پر عمل کرنے کی وجہ سے ہے۔ مرد و عورت کے تعلقات سود اور عین الاقوامی تعلقات میں آج وہ اسلام کی طرف لوٹ رہا ہے لیکن یورپ اس بات کا اقرار نہیں کرتا کہ اس لئے یہ تمام باتیں اسلام سے سیکھیں بلکہ وہ اپنے اپنے تجربات کا نتیجہ قرار دیتا ہے حالانکہ تجربہ تو انہیں آج ہوا لیکن اسلام آج سے صدیوں پہلے انہیں یہی کہتا تھا جس کا وہ انکار کرتے رہے۔ بے شک یہ صحیح ہے کہ بہت سی غلطیاں کھانے کے بعد اور ایک لمحے عرصہ تک مختلف مہینوں میں مبتلا رہنے اور تجربہ حاصل کر لینے کی وجہ سے

### یورپ اسلامی مسائل کی طرف

آیا۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ کہ اس تجربہ کی طرف پہلے خیال کیوں نہ آیا۔ یہ تو صحیح طور پر اسلامی تعلیمات کا اثر ہے لیکن وہ اسے چھپانے کے لئے کہتے ہیں کہ ہمارے تجربات نے ہم پر ایسا اثر کیا

کو لبس نے جب

### نئی دنیا

کا سراغ نکلا۔ تو اس وقت اس نے یہی کہا کہ میں نے مسلمانوں سے سنا تھا۔ کہ اس طرف کوئی اور ملک بھی ہے۔ مجھے خیال پیدا ہوا کہ۔ میں اس کی محنت کا پتہ لگاؤں دراصل ان تمام تغیرات کی پہلی وجہ اسلامی تعلیم ہے۔ وہ اس کا تمام تجربہ رکھتے ہیں لیکن ان میں تجربہ کا خیال بھی اسلام ہی سے پیدا کیا اور نہ اسلام سے پہلے انہوں نے کیوں تجربہ کیا نہ کر لیا۔ آخر دنیا کر دہا کر دہا سال سے چلی آتی ہے۔ پہلے لوگوں نے کیوں نہ تجربہ کر لیا۔ کہ یہ یہ باتیں غیر مفید ہیں اور یہ مفید



کیا وجہ ہے کہ اسلام کے بعد ہی انہیں اس کا خیال آیا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اسلام کی تعلیم ان کے کانوں پر مستوا تر پڑتی رہی۔ اور جب انہیں اپنی تعلیم میں غامضیاں دکھائی دیں تو انہوں نے اسلامی تعلیم سے فائدہ اٹھایا مگر منسوب اسے اپنے تجربہ کی طرف کر لیا۔

پس الہام الہی ایک نہایت ہی زبردست انقلاب پیدا کرنے والی چیز ہے جس میں اس وقت

### الہام الہی کے فوائد

بیان کرنے کے لئے کھڑا نہیں ہوا۔ میرا مدعا یہ ہے۔ کہ ہم جب عقل پر زور دیتے ہیں۔ تو محض اس لئے کہ الہام عقل کی راہ بناتا ہے۔ ورنہ جب ہم الہام الہی پر یقین رکھیں تو خواہ لاکھوں عقلیں اس کے خلاف کہیں ہیں بہر صورت الہام الہی کو مقدم کرنا پڑے گا۔ بشرط محال ہیں خدا تعالیٰ کا کلام اگر یہ کہے۔ کہ دنیا میں سورج نہیں تو خواہ ہماری عقل لاکھوں کہ سورج ہے۔ تب بھی ہمیں تسلیم کرنا پڑیگا کہ یا تو واقعی سورج نہیں یا ہم سورج کا جو مفہوم سمجھتے رہے تھے وہ غلط ہے۔ کیونکہ

### خدا کا قانون

تو یہ کہتا ہے کہ سورج ہے اور اس کا قول کہتا ہے کہ نہیں تو چونکہ خدا کے قول و فعل میں امتثال نہیں ہو سکتا اس لئے سورج کا مفہوم ہم غلط سمجھتے ہیں۔

اسی طرح ہم

### علم طبعیات

سما احترام کہتے ہیں مگر اس لئے نہیں کہ اس میں غلطیاں نہیں بلکہ اس لئے کہ خدا کا کلام کہتا ہے کہ صحیح طبعیات خدا کے قول کے خلاف نہیں ہو سکتیں اور چونکہ خدا کا کلام یہ کہتا ہے اس لئے ہم اس علم کا احترام کرتے ہیں اسی طرح عقل کی بھی ہم قدر کرتے ہیں مگر وہ عقل جو الہام الہی کے خلاف ہو۔ وہ عقل نہیں ہے۔ بلکہ وہ قوی ہے۔

پس خوب یاد رکھو

### الہی کلام سب سے مقدم چیز ہے

اور جو لوگ خدا کی الہام کے خلاف چل کر یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے لئے کوئی اور عمدہ تعلیم بنا سکیں گے۔ وہ خطرناک غلطی میں مبتلا ہیں۔ آج تک کے دنیا کے تجربے نے بتا دیا ہے کہ جو لوگ الہام الہی کے خلاف چلتے ہیں۔ وہ نقصان اٹھاتے ہیں۔ اور آخر انہیں ٹھوکریں کھا کر اسلام کی طرف آنا پڑتا ہے۔ کہ درودن کر دو لوگوں نے تجربہ کیا اور انہیں دھکے کھا کھا کہ اسلام کی طرف لوٹنا پڑا اور انہیں تسلیم کرنا پڑا کہ اسلامی تعلیم ہی افضل ہے۔ اب جو شخص کہتا ہے کہ میں بھی اپنی عقل

سے کام لے کر دیکھوں۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ کے الہام نے غلط کہا ہو۔ ایسی عقل پر سوائے رسالے کے اور کیا کیا جا سکتا ہے پس دنیا کی

### ترقی کا مدار اور اللہ تعالیٰ کے قرب حاصل

الہام الہی پر ہے۔ یہاں صرف عقل بالکل رہ جاتی ہے اور اس کا دائرہ عمل نہایت محدود ہو جاتا ہے۔ جذبات کے بلے میں ایک میدان ہے۔ اور عقل کے بلے بھی۔ اور ان دونوں میں جو چیزیں کراتی ہے وہ ایسا مذہب ہے جو کلام الہی پیش کرے۔ اگر صرف عقل

### خدا شناسی کے لئے

کافی ہوتی تو الہام الہی کی ضرورت نہیں تھی۔ اسی طرح اگر صرف جذبات خدا کی معرفت حاصل کرنے کے لئے کافی ہوتے۔ تو اللہ تعالیٰ کے کام کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ مگر کلام الہی نے آکر بتا دیا۔ کہ یہ دونوں چیزیں بغیر ایک تیسری چیز کے ساتھ لے قیجہ پیدا نہیں کر سکتیں۔ اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت شیخ سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔

فلسفی کہ عقل سے جو یہ ترا دیوانہ بہت

وہ فلسفی جو تجھے صرف عقل کے ذریعہ پہنچنا چاہتا ہے دیوانہ

### اللہ تعالیٰ کی معرفت

ان جہ میں پائے گا الہام الہی کی روشنی میں پاسے گا پس یاد رکھو دنیا کی کوئی قوم اس وقت تک

### حقیقی ترقی

نہیں کر سکتی۔ جب تک الہام الہی کے درجہ کو مقدم نہیں کر لیتی

### احمدیت

اس امر کی صداقت کا زندہ نشان ہے اور تبلیغ ہے مذہب کی طرف سے تمام فلسفیوں کو اور عقل کے پیروؤں کو۔ کہ تمہاری عقل نارسا اور اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کے لئے ناکافی ہے لیکن باوجود اس کے کہ احمدیت اسی بنیاد پر قائم کی گئی ہے اگر ہماری جماعت کے افراد

بھی عقل کو الہام الہی پر مقدم کرنے لگیں اور وہ بھی کو تاہ نگاہ فلسفیوں کی طرح پیرو دعائی چیز کو اپنی عقل کے تیان سے تاپنا چاہیں تو وہ اپنی غرض کو خود باطل کرنے واسطے ہونگے۔ احمدیت کی اسی لئے ضرورت ہے کہ دنیا کو

### الہام کی ضرورت ہے

اور الہام جذبات اور عقل کے درمیان ثالث اور منصف کی حیثیت میں ان سے صحیح کام کرنا ہے۔

### خالص جذبات

ہماری رہنمائی کے لئے کافی ہوتے تو ہمیں الہام الہی کی ضرورت نہیں تھی۔ اسی طرح اگر

### صرف عقل

کافی ہوتی تب بھی ضرورت نہیں تھی بلکہ الہام کی اسی وقت ضرورت محسوس ہوتی ہے جب ہم تعلیم کر لیں کہ عقل کسی جگہ رہ جاتی ہے اور جذبات کسی جگہ کام دینے سے انکار کر دیتے ہیں پس یہ کہنا کہ

### ہم دنیا کے فلسفیوں کی طرح

عقل کی اندھا دھند تقلید کریں گے خطرناک غلطی ہے۔ میں فرض محال کے طور پر کہتا ہوں اگر عقل یہ کہتی ہو کہ دنیا کا کوئی خدا نہیں ہونا چاہیے تو وہ عقل نہیں دیوانگی اور مجنونانہ بڑ ہے اور اگر فرض بھی کر لو کہ ایسا کہنے والے عقلمند ہوں تب بھی انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ اگر وہ کسی مذہب کے قائل ہیں تو انہیں تعلیم کرنا پڑیگا کہ ان کی عقل ناقص اور ادھوری ہے۔ ورنہ وہ

### مذہب کی ضرورت

کو خود باطل کر رہے ہونگے۔ پس وہ بے وقوف شخص ہے جو یہ کہتا ہے کہ اگر ایک طرف مذہب ہے۔ اور دوسری طرف عقل تو ہمیں عقل کو اختیار کرنا چاہیے۔ کیونکہ اگرچہ

### اللہ تعالیٰ کا الہام

عقل کے خلاف نہیں ہوتا۔ مگر یہ بھی ضروری نہیں کہ انسانی عقل ہر قسم کی غلطی سے منزہ ہو نہیں چاہیے کہ ہم خدا کے کلام کو سوچیں اور اس پر غور کریں۔ اور پتہ لگائیں کہ کہیں ہم سے تو اس کے منہ سمجھنے میں غلطی نہیں ہوئی۔ اور اگر اپنے آپ اپنی غلطی سے آگاہی نہ ہو تو

### زندہ انسانوں سے

دریافت کرے اور کہے کہ میں تو خدا کے کلام کا یہ مفہوم سمجھتا ہوں مگر مجھے یہ خدا کے فعل کے خلاف دکھائی دیتا ہے آپ بتائیں۔ پھر اگر وہ کوئی درست راہ بتا لیں۔ تو اس کے پیچھے چلے۔ ورنہ پھر اپنے بزرگوں کی کتابیں دیکھیں کہ انہوں نے کیا لکھا ہے۔ اور اگر اس تمام تحقیق کے بعد اسے معلوم ہو کہ خدا کے کلام کا وہی مفہوم ہے۔ جو اس نے سمجھا تو وہ اسی کو اختیار کرے۔ اور عقل کی محکوم اس کی کوتاہی اور کمزوری پر محمول کرے اور اگر اسے تحقیق و تجسس کے بعد معلوم ہو کہ خدا کے کلام کا مفہوم سمجھنے میں اس کو تاہی ہوئی تو وہ نئے معانی کے ماتحت خدا کے قول اور فعل کو مقدم کر دے اور اگر کسی صورت میں بھی اسے تسلی نہ ہو تو وہ بہر حال خدا کا کلام مقدم کرے اور عقل اور جذبات ان کے ماتحت کرنے کی کوشش جس سے پہلی روحانی جماعتیں کامیاب ہوئیں۔ اور یہی گر ہے جس اب ہماری جماعت ترقی کر سکتی ہے۔ وہ لوگ جو اپنے دماغوں میں فلسفہ و خیالات رکھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے کلام پر اعتراض کرتے اور اپنی عقل اس پر حاکم بنا چاہتے ہیں۔ اگر وہ قرآن مجید کو اپنے لئے فخر راہ نہیں بناتے تو وہ قوم کے لئے ماعون کے یزید ہیں۔

یہاں پر یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام الہی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جب ہم تعلیم کر لیں کہ عقل کسی جگہ رہ جاتی ہے اور جذبات کسی جگہ کام دینے سے انکار کر دیتے ہیں پس یہ کہنا کہ ہم دنیا کے فلسفیوں کی طرح عقل کی اندھا دھند تقلید کریں گے خطرناک غلطی ہے۔ میں فرض محال کے طور پر کہتا ہوں اگر عقل یہ کہتی ہو کہ دنیا کا کوئی خدا نہیں ہونا چاہیے تو وہ عقل نہیں دیوانگی اور مجنونانہ بڑ ہے اور اگر فرض بھی کر لو کہ ایسا کہنے والے عقلمند ہوں تب بھی انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ اگر وہ کسی مذہب کے قائل ہیں تو انہیں تعلیم کرنا پڑیگا کہ ان کی عقل ناقص اور ادھوری ہے۔ ورنہ وہ کو خود باطل کر رہے ہونگے۔ پس وہ بے وقوف شخص ہے جو یہ کہتا ہے کہ اگر ایک طرف مذہب ہے۔ اور دوسری طرف عقل تو ہمیں عقل کو اختیار کرنا چاہیے۔ کیونکہ اگرچہ عقل کے خلاف نہیں ہوتا۔ مگر یہ بھی ضروری نہیں کہ انسانی عقل ہر قسم کی غلطی سے منزہ ہو نہیں چاہیے کہ ہم خدا کے کلام کو سوچیں اور اس پر غور کریں۔ اور پتہ لگائیں کہ کہیں ہم سے تو اس کے منہ سمجھنے میں غلطی نہیں ہوئی۔ اور اگر اپنے آپ اپنی غلطی سے آگاہی نہ ہو تو زندہ انسانوں سے دریافت کرے اور کہے کہ میں تو خدا کے کلام کا یہ مفہوم سمجھتا ہوں مگر مجھے یہ خدا کے فعل کے خلاف دکھائی دیتا ہے آپ بتائیں۔ پھر اگر وہ کوئی درست راہ بتا لیں۔ تو اس کے پیچھے چلے۔ ورنہ پھر اپنے بزرگوں کی کتابیں دیکھیں کہ انہوں نے کیا لکھا ہے۔ اور اگر اس تمام تحقیق کے بعد اسے معلوم ہو کہ خدا کے کلام کا وہی مفہوم ہے۔ جو اس نے سمجھا تو وہ اسی کو اختیار کرے۔ اور عقل کی محکوم اس کی کوتاہی اور کمزوری پر محمول کرے اور اگر اسے تحقیق و تجسس کے بعد معلوم ہو کہ خدا کے کلام کا مفہوم سمجھنے میں اس کو تاہی ہوئی تو وہ نئے معانی کے ماتحت خدا کے قول اور فعل کو مقدم کر دے اور اگر کسی صورت میں بھی اسے تسلی نہ ہو تو وہ بہر حال خدا کا کلام مقدم کرے اور عقل اور جذبات ان کے ماتحت کرنے کی کوشش جس سے پہلی روحانی جماعتیں کامیاب ہوئیں۔ اور یہی گر ہے جس اب ہماری جماعت ترقی کر سکتی ہے۔ وہ لوگ جو اپنے دماغوں میں فلسفہ و خیالات رکھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے کلام پر اعتراض کرتے اور اپنی عقل اس پر حاکم بنا چاہتے ہیں۔ اگر وہ قرآن مجید کو اپنے لئے فخر راہ نہیں بناتے تو وہ قوم کے لئے ماعون کے یزید ہیں۔



# پاکستان کی سب سے بڑی خبر

## چوہدری امجد علی آئی جی کی برطرفی

جسٹس ۱۶ اپریل: سٹر لٹھیر ایکٹر جنرل پولیس اپنے اعلیٰ تہذیب کے باعث آخر کار فسادات کشمیر کی نوعیت کو اچھی طرح سمجھنا پڑ گئے ہیں۔ اور کچھ عرصہ سے آپ فساد زدہ علاقوں کا دورہ کرنے کے بعد ان کا عالم افسران پولیس کے خلاف جنہوں نے اپنے بے انتہا تشدد کی وجہ سے مظلوم اور بے بس مسلمانان کشمیر پر عرصہ میات تک کھڑا تھا وہ تو کارروائی کر رہے ہیں چوہدری رام چند ڈی۔ آئی جی جس نے جسوں کے بعد علاقہ میر پور کے غریب مسلمانوں کو تختہ رشتہ بنایا۔ اور جس کے خلاف بارہا مسلمانوں نے حکام کو توجہ دلانے کی کوشش کی۔ سٹر لٹھیر کی نظر سے بچ نہ سکا۔ چنانچہ معلوم ہوا ہے کہ اس مشہور مسلم آزار افسر کو صاحب مدوح نے برطرف کر کے ریاست سے نکال دیا ہے۔ مسلمانان کشمیر سٹر لٹھیر کے عید شکر گزار ہیں جنہوں نے ایسے ظالم پولیس افسر سے جو مسلمانوں کے خون کا پیاسا ہے مسلمانوں کو نجات دلائی :

## ٹھاکر نارنگ گورنر کشمیر کو شیرال بنایا

۵ اپریل: بعد نماز جمعہ ہزار ہا مسلمان جنوں نے نیک نیت مسلم ایسوسی ایشن جسوں کے زیر اہتمام حسب ذیل قرارداد منظور کی۔ کچھ عرصہ سے یہ افواہ شہر میں گشت کر رہی ہے کہ ٹھاکر کرنا سنگھ گورنر کشمیر کو نیشنل سٹر بنائے جائیں گے۔ ٹھاکر صاحب کا تقریر دیکھنے یا سنے کے لئے بالخصوص اور مسلمانوں کے لئے بالخصوص عید خطرناک ہے متعصب ہونے کے علاوہ ٹھاکر صاحب کوئی ملکی قابلیت نہیں رکھتے۔ اور انہیں ایسے جلیل القدر ذمہ دار عہدہ پر مقرر کرنا مسلمانان ریاست کو عموماً اور ذرا فنی لحاظ سے خصوصاً صورت کے گھاٹ اتارنے کے مترادف ہے۔ مسلمانان جنوں بدرجہ نیک نیت مسلم ایسوسی ایشن ہر کیسی ایسی دائرے دہرائی جس جہاں جہاں ہمارے پر اہم منسٹر اور ریڈیٹل کشمیر سے استعارے ہیں۔ کہ ٹھاکر صاحب کو ہرگز ہرگز اس ذمہ دار عہدہ پر مقرر نہ کیا جائے بلکہ ہر دن ریاست کے کسی قابل تجربہ کار مسلمان کو اس عہدہ پر مقرر کیا جائے تاکہ وہ پوری ہمدردی اور انصاف سے مسلمانوں

# ڈاکٹر عبد المجید صاحب کے طے جانے کا مفقہ

جسٹس ۱۶ اپریل: معلوم ہوا ہے کہ ٹھاکر سنگھ و فساد پر مہمل جسوں جس نے اپنے ایک رشتہ دار کے قتل کے جانے پر ڈاکٹر عبد المجید صاحب کو چند دیگر ادیبوں کی معیت میں بری طرح زور کو بکھیرا تھا۔ پر سوں تباہی ۵ اپریل کو ملازمت سے برطرف کر دیا گیا۔ انصاف اسی امر کا مقتضی تھا کہ اس کے دیگر رشتہ دار مسلمانان کشمیر سے چھیل گئے اور کتنا سنگھ بھی کسی سلوک کے مستحق نہیں تھے۔ لیکن ان کے تعلق تاحال کوئی کارروائی نہیں کی گئی :

## جنوں میں عید الاضحیٰ کی تقریب گوشت کی بندش

جسٹس ۱۸ اپریل: یوں تو سہ ماہ میں چند ایسے دن آیا کرتے ہیں جن میں مسلمانوں کو گوشت کھانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ ان ایام کے نام سکرانت۔ اکاوش۔ اور اناوس وغیرہ وغیرہ ہیں لیکن چونکہ عید الاضحیٰ کے دن جنوں میں اکاوش کی وجہ سے قصابوں کو بکرے ذبح کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اور مسلمانوں کو مجبوراً ایک دن پسند گوشت خریدنا پڑتا ہے۔ گویا وہ اس مقدس اور متبرک تہوار پر بھی تازہ گوشت سے محروم رکھے جاتے ہیں جس سے مسلمانوں کو سخت تکالیف کا سامنا ہے۔ کیا حکومت کشمیر کا یہ حکم انصاف و ایمن کے منافی اور ممانعت فی المذہب کا مترادف نہیں ہے؟ (نامہ نگار)

## صوبہ دار کشمیر کے بچاؤ

صوبہ دار کشمیر چندہ شغل ہے جس نے مسلمانوں کے مذہبی جذبات اور احساسات کو شیش لگا کر راجی اور رعایا کے تعلقات کو حد درجہ کشیدہ بنا دیا۔ لیکن ذمہ دار حکام نے اس کی حرکات پر اسے کوئی موثر سرزنش نہ کی جسکی وجہ سے مسلمانوں کو تختہ رشتہ منظم بنانے میں اس کا حوصلہ اور بڑھ گیا۔ علاقہ تباہ کے لوگ اس کے ظلم و ستم سے تنگ آکر علاقہ چھوڑنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ بلکہ ایک جماعت تو میر پور بچ چکی ہے ان لوگوں کی زبانی اور دیگر موثق ذرائع سے صوبہ دار کشمیر چند اور ذلیلہ رعایت اللہ فان کے قلم و تشدد کے متعدد واقعات ہمارے پاس پہنچ چکے ہیں اس علاقہ کے لوگ تنگ آکر اس بات پر مصر ہیں کہ یا تو صوبہ دار کشمیر چند اور ذلیلہ رعایت اللہ علاقہ میں رہے اور ہم کو انگریزی علاقہ میں جانے کی اجازت دی جائے۔ یا ان کو قرار دیا جائے کہ

مسلمانان علاقہ کو ان کے مظالم سے بچایا جائے۔ آج آٹ ان لوگوں کے حالات اس دیر سے پوشیدہ رہے۔ کہ یہ لوگ مظلوم مسلمانوں کو حکام بالا سے ملنے کا موقع نہیں دیتے تھے۔ چنانچہ جس روز سٹر لٹھیر اس علاقہ میں آئے۔ انہوں نے لوگوں کو ہزاروں کھانوں میں بھگا دیا تھا۔ اب مظلومین کی تباہی پڑی ہے تو یہ کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ امید ہے کہ سٹر لٹھیر صاحب موقع کی نزاکت اور ان ہر روز اشخاص کی ستم گری کو مد نظر رکھتے ہوئے علاقہ کو مزید مظالم اور تباہی سے بچائیں گے۔ (نامہ نگار)

## کشمیر میں سیاسی قیدیوں کا سلوک

جسٹس ۱۸ اپریل: سر سیکر اور دیگر جیلنوں میں سب ملازم ہندو ہیں۔ اس لئے سیاسی قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک روا نہیں رکھا جاتا۔ ان سے دہان کٹوائے جاتے ہیں پتھر پڑاتے ہیں۔ اور دیگر سخت تشدد کے کام کرتے ہیں۔ زبانیں سلوک میں اچھا نہیں ہوتا۔ سخت بد زبانی اور گالی گلوچ سے مشی آتے ہیں۔ لباس بھی نہایت گندہ اور سیلاوا یا جانا پھڑکی تعلیم یافتہ قیدیوں کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ سٹر لٹھیر کو واقعی اور سٹر محمد یوسف بی۔ اے علیگئے غیرہ سب ہی سلوک کیا جا رہا ہے۔

سر سیکر جیل کا ڈپٹی داروہ سخت متعصب ہے۔ وہ خود جدام کے صحن میں مبتلا ہے جس سے دسروں پر اثر ہونے کا احتمال ہے :

## غداران قوم کی شرارتیں

حکومت کشمیر دیگر گونا گوں مظالم کیساتھ اس بات کے لئے بھی کوشاں ہے کہ چند غداران قوم کو سہلے رکھ کر مسلمانوں میں کفر پیدا کر دے۔ چنانچہ ۲۳ کی شام کو غنی میڈ کے گھر پر پانچ چھ غیر فرشتوں نے ٹنگ کی تجویز کی تاکہ کشمیر شیخ محمد عبداللہ کے غلات پر چڑھ کر لیا جائے۔ یہ جلسہ گورنر کشمیر کے ایوان سے قرار پایا تھا لیکن چونکہ سب میر جے نہ ہوئے۔ اس لئے اگلے روز کے لئے ملتوی کیا گیا۔ اور خواجہ سعد الدین شال کے مکان پر یہ سازشی جمع ہوئے جتنیں خواجہ سعد الدین شال بنشی اسدا شہر وکیل غلام محمد ملک المعروف "ماما ملک" قابل ذکر میں خواجہ محمد الدین کا دوسرا فرشتہ شہاب الدین بھی شامل تھے ان لوگوں کی یہ کوشش ہے کہ کشمیر شیخ محمد عبداللہ کے غلات پر چڑھ کر لیا جائے۔

کشمیر میں مسلمانوں کے حقوق کی تحریک کے لئے ہمارے ہر روز کی کوشش ہے۔



# قابل ترجمہ اخبارات و رسائل

اخبار الفضل اور بعض دیگر اخبارات راولپنڈی کے ڈاک خانہ سے بیرون ہو کر واپس آتے رہے جس سے مامور ذیل محمول کی ایک معتد بہ رقم کا نقصان ہوا بلکہ خریداروں کو پہچان نہ ملنے سے خریداروں میں بے دینی پھیلی اور کئی سو کا نقصان ہو گیا۔ پندرہ دن تک یہ حالت رہی اور اس کے بعد بیت کو شش سے یہ وجہ معلوم ہوئی کہ راولپنڈی کے پوسٹ ماسٹر کے خیال میں اخبار جس طرح بیک کئے جاتے ہیں وہ ڈاکٹر جنرل کے سرکار کی کٹنگ کے خلاف ہیں۔

اس کا دس کا مضمون یہ ہے کہ اخبار یا تو بغیر پیر کے بھیجے جائے یا پیر کے ساتھ جو ملاحظہ کے لئے آسانی سے نکالا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ جو اخبار بغیر پیر کے بھیجا اور اس پیر کے چیلنگ لگائی جائیگی تو وہ پیسے بھی کھلا ہے اس کی نسبت آسانی سے لگائے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا البتہ ریورائے اخبار کی سب سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ اس طرح بند ہو جو آسانی کے ساتھ اخبار کھولا جاسکے۔ یہ ہدایت کوئی نئی نہیں پوسٹل گائیڈ میں پہلے سے چلی آتی ہے اور ہم ۱۹۵۵ء سال سے دیکھ رہے ہیں اور عملدرآمد بھی یہی ہے کہ تمام اخبار بغیر پیر کے بھیجے جاتے ہیں پیر کے اخبار کے اوپر لگا دی جاتی ہے۔ اور کبھی اخبار بیرون نہیں کیا گیا۔ اب ۱۹۵۵ء سال کے بعد یکم اخبارات کو بیرون کرنا شروع کر دینا قریباً نصف نہیں وہ بھی صرف ایک ڈاک خانہ سے اگر راولپنڈی پوسٹ آفس کا یہ نخل مطابق قانون ہے تو کیا ناہور جہاں پی۔ ایم۔ جی کا دفتر ہے اور راولپنڈی سے سینئر ملازم رہتے ہیں وہاں سے کیوں اخبارات کے ہزار ہا پرچے اسی طرح بیک کئے ہوئے بھیجے جا رہے ہیں اور وہ بیرون نہیں کئے جاتے۔ نہ صرف لاہور سے بلکہ دہلی۔ کلکتہ۔ گواٹو۔ کے اخبارات بھی اسی طرح فولڈ اور بیک کئے ہوئے آرہے ہیں اور وہ بیرون نہیں کئے جاتے۔ ہم صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس کیس کو غور سے ملاحظہ کریں اور اس معاملہ میں پوری تحقیق کریں پھر اس کے بعد جو بھی طریقہ عمل ہو وہ تمام ڈاک خانوں میں یکساں اختیار کریں اور اس کے لئے پہلے اخبارات کو منسلک دیتے ہوئے کیے بھی بد نظر کریں گے۔

مزدوری ہے کیونکہ ریپر پر کاغذ اور وقت بہت زیادہ خرچ ہوتا ہے) اگر ان کے منہ کے اوپر چیلنگ لگائی جائے تو اخبار رستے ہی میں کھل جائیگا اور اس کے اور اسی بکھر جائیں گے۔ اور خود ڈاک خانے کے کام میں زیادتی ہوگی پس قدیمی دستور اصل کو جاری رکھنے دیا جائے۔ اخبار کے ملاحظہ کے لئے وہ آفس ذمہ دار ہے جہاں سے اخبار روانہ ہوا اور وہ اخبار کھول کر دیکھ سکتے ہیں امید ہے۔ اس کی طرف پوری توجہ دی جائے گی اور دیگر ہمعصر اخبارات بھی اس بارے میں ہماری تائید کریں گے۔ درجن ان کے تمام اخبارات بیرون نہیں گئے۔ منیجر

## ادب طے سے ذرا سب کراچی ہندو

کچھ دنوں اخبارات میں ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ جس سے ظاہر ہوا تھا کہ ہندو جہاں بالا دفتر میں مسلمانوں کی تعداد بہت ہی قلیل ہے۔ اسٹنٹ آڈٹ آفیسر سینیئر۔ اکوٹھنٹ سپرنٹنڈنٹ اور اکوٹھنٹ کی اسامیوں میں ایک بھی مسلمان نہیں صرف سرے اور برائے نے جو مسلمان کلرک ملازم رکھے تھے ان کی قابلِ رحم حالت پر کچھ بحث کی گئی تھی عام طور پر مسلمان کلرک مسکونی کام کرتے ہیں۔ اور یاد دہان کی درخواستوں کے ان کو آڈٹ عام طور پر ہندو افسروں کی عادت ہے کہ جہاں کلرک ان کا زور ہو۔ وہ مسلمان کلرکوں کا ریکارڈ کسی نہ کسی جہان سے خراب کر دیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب کبھی تحقیق کا سوال درپیش ہوتا ہے۔ تو وہ اپنی خفیہ رپورٹیں پیش کر کے مسلمانوں کو ملازمت سے علیحدہ کر دیتے ہیں۔ اور اپنے ہندو بھائیوں کی سخت سے سخت غلطیوں پر پردہ ڈال دیتے ہیں۔ یہی حالت لاٹویرج آڈٹ آفس کراچی میں عمل آتی ہے۔ جہاں پانچ مسلمانوں کی اس بنا پر ملازمت سے علیحدگی کا نوٹس دیا گیا ہے۔ کہ ان کا ریکارڈ اچھا نہیں۔ اور ایک مسلمان ہیڈ کلرک کو جس کو پہلے افسر مقرر ہے۔ اور برائے نے منقل کیا تھا۔ ہیڈ کلرک سے کلرک کر دیا ہے۔ اور ایک ہندو کو ہیڈ کلرک کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کی تعداد میں سے پندرہ رہ گئی ہے۔

ہندو افسروں کے تعصب کا حال یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو ادنیٰ ملازمت پر بھی نہیں دیکھ سکتے۔ سکر کے مسلمان چوکیدار کو وہاں کے ہندو افسر نے زبانی کہہ دیا تھا کہ تمہاری خدمات نہ کراچی دفتر میں ضرورت نہیں۔ اور ایک ہندو چوکیدار کو اس

کے مقابلے میں ترجیح دی گئی۔ جو ایک عمر آدمی ہے۔ مسلمان چوکیدار فوجی سپاہی ہے اور سکر کے احکام کے بموجب فوجی کو ملازمت وغیرہ کے معاملات میں ترجیح دینی چاہیے۔ اس مسلمان چوکیدار کے حقوق کی حفاظت کرتے ہوئے اسے چوکیدار رکھ لیا جاتا لیکن ایک بالکل غاربی ہندو چوکیدار کو سکر کے کراچی سکراری خیمہ پر لایا گیا ہے۔

اب یہ بھی خطرہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ ایک مسلمان دفتری کو ملازمت سے علیحدہ کر دیا جائیگا۔ اور ہندو دفتری کو بچایا جائے گا سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ گورنمنٹ آف انڈیا کس طرح مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کرنا چاہتی ہے۔ جب وہ اس بے رحمی سے نکالے جا رہے ہیں۔ ہمارے خیال میں اگر مسلمان اسٹنٹ آڈٹ آفیسر رزلٹ لیں۔ تو یورپ میں امر مقرر کئے جائیں۔ تاکہ وہ مسلمانوں کے معاملات کی تحقیقات کریں۔ ہندو افسروں سے مسلمانوں کے حقوق اچھی رپورٹ کی امید رکھنا۔ ایک ناممکن امر ہے۔ خصوصاً آج کل کے دنوں میں جب کہ ہندو مسلمانوں کی آپس میں کشیدگی اور عناد اس سے گورنمنٹ کو چاہیے کہ مسلمان کلرکوں کو بحال رکھا جائے۔ اور مسلمان ہیڈ کلرک کو جو قابل اور فوجی آدمی ہے فوراً ہیڈ کلرک کر دیا جائے۔

سندھ میں پچاس فیصدی مسلمانوں کو رکھنے کا حکم ہے۔ اگر مرکزی حکومت عملی پر عمل کیا جائے۔ تو بھی تینتیس فیصدی مسلمانوں کو رکھنا چاہیے۔ ایسے موقع پر جب یہ دفتر بند ہے۔ ایک علیحدہ اکوٹھنٹ آفس بننے والا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ مسلمانوں کی تعداد کو کیوں گھٹایا جا رہا ہے۔ اکوٹھنٹ جنرل بھی اس کے دفتر میں جہاں تقریباً سب ہندو ہیں۔ رسالت یہاں آجائے گا مسلمانوں کی تعداد نسبتاً بہت ہی کم رہ جائے گی۔ گورنمنٹ کو چاہیے کہ اکوٹھنٹ جنرل بمبئی اور آڈٹ آفیسر کراچی کے ہم احکام صادر فرمائے۔ کہ وہ تمام مسلمانوں کو جن میں وہ بھی شامل ہیں۔ جن کو نوٹس دیا جا چکا ہے۔ ملازمت میں رکھے۔ تاکہ جو تعداد گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہے۔ وہ پوری ہو۔

ر حاجی میر محمد بلوچ نمبر ۱۳۴ جلد ۱۹

### افضل کی اشاعت بڑھائیں

ناشرین الفضل سے یہ امر یہ خیر نہیں۔ کہ افضل کا حلقہ میں روز بروز وسیع ہوتا جا رہا ہے۔ اور مسلمانوں کے سیاسی اور ملکی حقوق کی حفاظت میں یہ پورے زور اور سرگرمی سے کام لے رہا ہے۔ مگر اس کی کوششوں کے مفید نتائج اسی صورت میں خاطر خواہ نکل سکتے ہیں کہ ہر طبقہ اور ہر مقام کے مسلمانوں تک اس کی آواز پہنچائی جائے۔ اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ خریدار پیدا کئے جائیں۔ پس ہر ایک خریدار کو کم از کم ایک ایک یا فرما بنا نا چاہیے۔



# میاں محمد بخش صاحب مرحوم حالات زندگی

## درود دل کا اظہار

میں جیتا ہوں کہ حضرت سید محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرقہ  
فداقائے مرقہ قانون کے ذریعے اپنے اپنے وقت پر دنیا سے رخصت ہو  
رہے ہیں۔ اور یہ جماعت دوزخ و دہکم سے بھی ہے۔ مگر ہمارے دھڑوں میں یہ  
احساس بہت کم ہے۔ کہ ان لوگوں کے حالات زندگی خواہ وہ کتنے ہی متفرق  
شائع کریں۔ میر جیسے قادیان سے آیا ہوں۔ اس عمر میں کئی دوستوں کا  
مختلف جگہ انتقال ہوا۔ نہ تو دہان کی جماعتوں نے اور نہ مکران کی کسی نے  
خیال کیا۔ کہ ان جانے والوں کے تذکرہ سے اسے والی نسلوں کو واقف کریں  
میں ضرور کھتا ہوں کہ کچھ تو سب سے شافل اور کئی وقت سے اور کچھ اس امر  
سے کہ میں اپنی لائبریری اور یادداشتوں سے دور ہوں موقوفہ دیا میں  
درود دل سے تمام دوستوں سے التماس کرتا ہوں کہ وہ سے  
نام نیک رنگاں ضائع کیں۔ تاہم نام نیکیت برقرار  
کو مد نظر رکھا کریں۔ یہ فردی نہیں کہ کسی نے تذکرہ کی ضرورت ہے۔  
خضر حالات زندگی کا کوئی خاص انجیر بھی بیان کر دینا بعض اوقات ہوتا ہے

### میاں محمد بخش صاحب مرحوم

میاں محمد بخش صاحب بنیال کی تحصیل کے ایک گاؤں کے باشندے  
تھے۔ بیکری و بارہی سلسلہ میں اپنے بڑے بھائی میاں محمد اکبر صاحب بیگیاہ  
روٹی لٹوئے کے پاس بنیال میں رہا کرتے تھے۔ میاں محمد اکبر صاحب سلسلہ  
سابقہ قوت الاوقات میں سے تھے۔ اور حضرت سید محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے  
خاص تلامذہ داروں میں سے تھے۔ انہیں حضرت اقدس سے بہت محبت اور  
اخلاص تھا۔ ان کے حالات زندگی انتشار و اند میں بھی کبھی لکھوں گا۔  
وہ اپنے خاندان میں پہلے احمدی تھے۔ اور ان کا گھر بنیال میں احمدیوں  
کا مکان خانہ تھا۔ ذیل گھر کے متصل ان کی دکان تھی۔ جو ایک فقیر قلعہ  
اور اسی کی صورت ہی تھی۔ مکان اتنے عمارتوں سے گھیرے تھے۔ اور  
ان کو بھی ان کی خدمت میں خوشی ہوتی تھی۔ ہر وقت وہ خندہ پیشانی  
رہتے تھے۔ کسی قعدہ اس کی شان ان کے بھائی میاں الہیاد صاحب  
پائی باقی ہے۔ میاں محمد بخش صاحب ایک دیندار مسلمان تو اس وقت  
حالات کے سمانہ سے تھے۔ جبکہ وہ احمدیت میں داخل نہیں ہوئے تھے۔  
عماد کی صحبت کا شوق تھا۔ اور مولوی محمد حسین صاحب بنیال سے گونہ  
عقیدت تھی ان سے مخالفت کی باتیں سن کر متاثر نہیں ہوتے تھے۔  
اور حضرت سید محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق حسن ظنی رکھتے تھے۔

## بیعت کی تقریب

جب کلانا۔ نے حضرت سید محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات مقدمہ  
کیا۔ تو اس کی ایک پیشانی بنالی ہوئی۔ مگر طور پر مخالفت اراٹے سلمان  
بھی اس مقدمہ میں سوائے مولویوں کے حضرت سید محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

برائے کے لئے اور وہیں کرے تھے۔ اور اس کو اسلام اور عیسائیت  
کی جنگ لیتے کرتے تھے۔ ان میں سے ہی میاں محمد بخش صاحب بھاگتے  
مقدمہ سنیہ کے بہت سے لوگ آئے ہوئے تھے۔ مولوی محمد حسین صاحب  
بلوچ گروہ حضرت سید محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلافت پیش ہوئے تھے۔  
صاحب کی کشتی نے خود مقدمہ سنا۔ اور ڈاک بھگت ہی میں سنا  
اسی روز مولوی محمد حسین صاحب کی کرسی کا واقعہ ہوا تھا۔ کہ اس نے علی  
میں کرسی مانگی۔ اور نہ ملی۔ پھر باہر آکر وہ ایک کرسی پر بیٹھا۔ اور اٹھایا گیا  
میاں محمد بخش صاحب ایک وہ سلمان تھے۔ مولوی محمد حسین صاحب کی بحیثیت  
مولوی کے احترام کرتے تھے۔ راقبت بھی تھی۔ ان واقعات کرسی کے  
بعد وہ آیا۔ تو میاں محمد بخش صاحب کی جا پر بیٹھ گیا۔ جو بھپائی ہوئی تھی  
لیکن جو میاں محمد بخش صاحب کو معلوم ہوا۔ کہ یہ حالات شہادت دیتے آیا  
تھا۔ ان کو سخت جوش آیا۔ اور غیرت دین سے بے خود ہو گئے۔ اور نہایت  
کرامت اور جوش کے ساتھ جا در مولوی محمد حسین صاحب کے نیچے سے کھینچ لی  
اور سخت حقارت کا اظہار کیا۔ کہ تم اسلام کے خلاف گواہی دیتے۔  
جو سعادت کا بیج ان کے قلب میں تھا۔ وہ اس غیرت زہنی کے رنگ پر  
نمودار ہو حضرت سید محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ حسن ظن تو تھا ہی  
اسی حیثیت میں کرلی۔ اور اٹھ کر اٹھ گئے۔ ان کی اس ہی غیرت کے فعل کو  
جو اس کے ماموں کے لئے دکھائی دیا۔ ضائع نہیں کیا۔ آخر وہ اس سلسلہ  
میں داخل ہوئے۔ اور نہایت اخلاص سے داخل ہوئے۔

### قادیان کی ہجرت

میاں محمد اکبر صاحب مرحوم کی زندگی ایک تو یہ لوگ ہاں ہی کاروبار  
کرتے تھے۔ لیکن سب ان کی وفات قادیان میں ہو گئی۔ اور اس خاندان  
پر ایک فقرہ کا دودا گیا۔ تو آخر میاں محمد بخش صاحب ہجرت کر کے قادیان  
آ گئے۔ اور یہاں ہی رہنے لگے۔ اور قادیان آکر وہ اپنی کاروباری زندگی  
میں مصروف ہوئے۔ اس وقت قادیان کی یہ حالت تھی۔ کہ ایک دہلی  
گاؤں تھا۔ کاروباری زندگی کے وسائل وسیع نہ تھے۔ مگر وہ جو کام بھی  
میسر آتا کرتے تھے۔ اور کسب حلال سے روزی پیدا کرتے۔ نمازوں کے  
بڑے پابند اور باجماعت نمازدار کرتے تھے۔ آخر ان کے کابھی  
بجوش تھا۔ اور آواز بھی اچھی تھی۔ مگر رفتہ رفتہ عمر کے ساتھ قوتوں میں  
زوال شروع ہوا۔ اور بے انجم بیمار رہنے لگے۔ مگر اس حالت میں بھی  
عموماً نماز مسجد میں پڑھنے کے عادی تھے۔ بعض اوقات بیماری کے خطرناک  
حلقے ہوتے۔ میں نے اس حالت میں بھی ان کو جا کر دیکھا۔ نہایت صبر و شکر  
سے ایک حالت سکون میں پڑے تھے۔ ان کی زندگی ادائیگی میں یعنی  
جہان کے ایام میں اور میاں محمد اکبر کے عہد حیات میں فراغت اور خوشحالی  
سے گزاری۔ مگر مہجران پر ایک قسم کی حسرت کا عہد تھا۔ لیکن اس حسرت  
میں وہ ایک صابر و شاکر انسان تھے۔

## سلسلہ کی خدمت

جماعت کے کاموں میں پوری دلچسپی لیتے تھے۔ اور سلسلہ کی خدمت کے  
لئے جو کام بھی ان کے سپرد کیا جاتا۔ اس کو پوری محبت اور اخلاص سے کرتے

اپنی استطاعت کے موافق چند دن میں شرکت کے لئے ارادہ کرتے تھے۔ ان کی خواہش  
تھی۔ کہ اولاد خادمہ دین ہو۔ اور قلم لے لے ان کی اس مراد کو پورا کر دیا مولوی  
محمد حسین صاحب بلخ ان کے صاحبزادہ ہیں۔ انہوں نے ابتداً ان کو کاروباری  
زندگی میں لگانے کا ارادہ کیا۔ اور کچھ عرصہ کام بھی سکھایا۔ مگر ان کی اصل  
خواہش یہی تھی۔ کہ وہ خادمہ دین ہو۔ اور سلیخ ہو۔ اشد تامل سے ان کے  
فشا کو پورا کر دیا۔ کچھ شک نہیں۔ کہ وہ بالکل سونے کی پڑوں میں نظر آتے تھے  
اور بس میں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ دنیا کی دولت سکون کی صورت میں  
ان کے پاس نہ تھی۔ مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ ان بچے بڑے پڑوں  
کے اندر ایک جہم تھا۔ اور اس جہم کے اند ایک دل تھا۔ جو خدا تعالیٰ کے  
برگزیدہ کی محبت سے مشغول تھا۔ میں خود غریب آدمی ہوں لوگوں کے نقطہ  
نظر سے وہ میں اتنا بڑا دولت مند ہوں۔ کہ دنیا کے بڑے سے بڑے  
دولت مند میری نظر میں نہیں آتے۔ اس لئے کہ مجھے وہ دولت دی گئی۔  
جہاں کو نہیں ملی۔ و الحمد للہ علی ذلک۔ اس لئے میں غریبوں سے محبت  
کرتا ہوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ دنیا کی دولت سے حصہ نہ کھنے والے  
اہل بیت لوگ ہمارے سلسلہ میں ہیں جو خدا کے پیارے اور حضرت سید محمد  
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیاروں میں داخل ہیں۔ میاں محمد بخش صاحب بھی انہیں  
مغسوس میں ایک دولت مند تھے۔

بوجہ خانہ کے جھگڑے کے ایام میں بعض اوقات رات کے وقت  
کسی کام پر بھیجنے کی ضرورت پیش آتی۔ اور جہات کے دوسرے لوگوں کو بلایا  
گیا۔ تو وہ پیچھے نہیں ہٹے۔ آگے آئے۔ اور فوراً اپنی خدمات پیش کر دیں۔  
اور اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال کر جاں بھیا گیا۔ چلے گئے۔

### گفتگو میں مقبولیت

ان کی باتوں میں ایک شگفتہ اور مقبولیت ہوتی تھی۔ وہ تعلیم یافتہ  
تھے۔ مگر ان کی اس سادگی پر ناگھوں شرح و قیاس کے محافظ اور منطقی مبانی  
میں حصہ لینے والے مولویوں کو قربان کر دینا آسان ہے۔ اور وہ فی الحقیقت  
اس قابل نہیں۔ کہ حضرت سید محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں علم اور معرفت حاصل  
کر لیا جائے۔ یا ان کے جوئے کا تہہ کھولنے کا بھی شرف حاصل کر سکیں۔ اس  
علم ان لوگوں کو حضرت زین العابدین میں تمام تہہ و تاب پھیر سونے خرم  
میں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ کہ بعض ایام ان پر نہایت حسرت اور تنگی کے  
آئے۔ مگر انہوں نے سوال کو گوارا نہ کیا۔ کچھ نہ کچھ کام کر لیا جاتا۔ بارہو  
بیاہونے کے بھی وہ رزق حلال کی تلاش میں رہتے۔ وہ ایک خوش زندگی  
بسر کرتے تھے۔ نظام حیات کا احترام کرتے تھے۔ اور جہاتی رنگ میں بعض اوقات  
تکالیف اٹھا کر بھی اس کی پابندی کرنے میں خوشی محسوس کرتے تھے۔ میں  
بعض باتوں کو شاید کھول کر بیان کرتا ہوں۔ مگر اس کا کوئی خاص فائدہ نہیں ہے۔  
غرض میاں محمد بخش صاحب کی زندگی ایک مخلص سادہ مگر پُر ذوق احمدی کی زندگی  
تھی۔ وہ اپنی منزل کو پہنچ گیا۔ اور ہم بھی رہتے ہیں۔ ذاتی طور پر مجھے ایک  
مدد ہے۔ کہ میں ایسے مخلص دوست کے آخری وقت میں اس کا پاس نہ تھا۔ اور  
مجھے موقع ملا۔ کہ اس کے جنازہ کو کندھا دیتا۔ اور اپنے لامتناہی سہرہ خفا  
کرتا۔ مگر میں خوش ہوں۔ کہ مجھے ان حقائق کا اظہار کی توفیق ملی گئی۔ جس کے  
لئے ہر دل و دماغ میں تھا۔ ہمارے ایک سے کہہ اپنے بچے بیکار کے خادم

اپنی استطاعت کے موافق چند دن میں شرکت کے لئے ارادہ کرتے تھے۔ ان کی خواہش  
تھی۔ کہ اولاد خادمہ دین ہو۔ اور قلم لے لے ان کی اس مراد کو پورا کر دیا مولوی  
محمد حسین صاحب بلخ ان کے صاحبزادہ ہیں۔ انہوں نے ابتداً ان کو کاروباری  
زندگی میں لگانے کا ارادہ کیا۔ اور کچھ عرصہ کام بھی سکھایا۔ مگر ان کی اصل  
خواہش یہی تھی۔ کہ وہ خادمہ دین ہو۔ اور سلیخ ہو۔ اشد تامل سے ان کے  
فشا کو پورا کر دیا۔ کچھ شک نہیں۔ کہ وہ بالکل سونے کی پڑوں میں نظر آتے تھے  
اور بس میں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ دنیا کی دولت سکون کی صورت میں  
ان کے پاس نہ تھی۔ مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ ان بچے بڑے پڑوں  
کے اندر ایک جہم تھا۔ اور اس جہم کے اند ایک دل تھا۔ جو خدا تعالیٰ کے  
برگزیدہ کی محبت سے مشغول تھا۔ میں خود غریب آدمی ہوں لوگوں کے نقطہ  
نظر سے وہ میں اتنا بڑا دولت مند ہوں۔ کہ دنیا کے بڑے سے بڑے  
دولت مند میری نظر میں نہیں آتے۔ اس لئے کہ مجھے وہ دولت دی گئی۔  
جہاں کو نہیں ملی۔ و الحمد للہ علی ذلک۔ اس لئے میں غریبوں سے محبت  
کرتا ہوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ دنیا کی دولت سے حصہ نہ کھنے والے  
اہل بیت لوگ ہمارے سلسلہ میں ہیں جو خدا کے پیارے اور حضرت سید محمد  
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیاروں میں داخل ہیں۔ میاں محمد بخش صاحب بھی انہیں  
مغسوس میں ایک دولت مند تھے۔

بوجہ خانہ کے جھگڑے کے ایام میں بعض اوقات رات کے وقت  
کسی کام پر بھیجنے کی ضرورت پیش آتی۔ اور جہات کے دوسرے لوگوں کو بلایا  
گیا۔ تو وہ پیچھے نہیں ہٹے۔ آگے آئے۔ اور فوراً اپنی خدمات پیش کر دیں۔  
اور اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال کر جاں بھیا گیا۔ چلے گئے۔

### گفتگو میں مقبولیت

ان کی باتوں میں ایک شگفتہ اور مقبولیت ہوتی تھی۔ وہ تعلیم یافتہ  
تھے۔ مگر ان کی اس سادگی پر ناگھوں شرح و قیاس کے محافظ اور منطقی مبانی  
میں حصہ لینے والے مولویوں کو قربان کر دینا آسان ہے۔ اور وہ فی الحقیقت  
اس قابل نہیں۔ کہ حضرت سید محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں علم اور معرفت حاصل  
کر لیا جائے۔ یا ان کے جوئے کا تہہ کھولنے کا بھی شرف حاصل کر سکیں۔ اس  
علم ان لوگوں کو حضرت زین العابدین میں تمام تہہ و تاب پھیر سونے خرم  
میں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ کہ بعض ایام ان پر نہایت حسرت اور تنگی کے  
آئے۔ مگر انہوں نے سوال کو گوارا نہ کیا۔ کچھ نہ کچھ کام کر لیا جاتا۔ بارہو  
بیاہونے کے بھی وہ رزق حلال کی تلاش میں رہتے۔ وہ ایک خوش زندگی  
بسر کرتے تھے۔ نظام حیات کا احترام کرتے تھے۔ اور جہاتی رنگ میں بعض اوقات  
تکالیف اٹھا کر بھی اس کی پابندی کرنے میں خوشی محسوس کرتے تھے۔ میں  
بعض باتوں کو شاید کھول کر بیان کرتا ہوں۔ مگر اس کا کوئی خاص فائدہ نہیں ہے۔  
غرض میاں محمد بخش صاحب کی زندگی ایک مخلص سادہ مگر پُر ذوق احمدی کی زندگی  
تھی۔ وہ اپنی منزل کو پہنچ گیا۔ اور ہم بھی رہتے ہیں۔ ذاتی طور پر مجھے ایک  
مدد ہے۔ کہ میں ایسے مخلص دوست کے آخری وقت میں اس کا پاس نہ تھا۔ اور  
مجھے موقع ملا۔ کہ اس کے جنازہ کو کندھا دیتا۔ اور اپنے لامتناہی سہرہ خفا  
کرتا۔ مگر میں خوش ہوں۔ کہ مجھے ان حقائق کا اظہار کی توفیق ملی گئی۔ جس کے  
لئے ہر دل و دماغ میں تھا۔ ہمارے ایک سے کہہ اپنے بچے بیکار کے خادم



# حاجی شیرن صا کویدریں

## منجانب جماعت احمدیہ

جماعت احمدیہ نے اپنے سابق صاحب صا کویدریں کو اپنی ملازمت سے رہا کر دیا ہوئے پر حسب ذیل اڈریس دیا :-

برادر محترم ! اس وقت اجاب کرام کے اجتماع کا موجب وہ گہرا احساس ہے جو محبت و کفر کے پاکیزہ جذبات کی وجہ سے آپ کی آٹھ سالہ محنت شاقہ ایشیاء قریب و شام کی دیکھ کر ہمارے قلوب میں پیدا ہوا ہے۔ اور جسے الفاظ میں ظاہر کرنے کے لئے اس مجلس کے انعقاد کو ضروری خیال کیا گیا ہے۔ اگرچہ ہمارے لئے ان الفاظ کا امیگا کرنا مشکل ہے۔ جو آپ کے جلد خالصہ اعمال کے اظہار کا موجب ہو سکے۔ مگر پھر بھی جب تک کارناموں سے جو احساسات و جذبات قلب میں موجزن ہیں، ان کو دیا نہیں جاسکتا۔

آپ عنقریب پیش پر ملازمت سے سبکدوش ہونے والے ہیں جس کے باعث گوردمانی تعلق بہت دور ہو گیا۔ مگر اس جہانی تعلق کا انقطاع ناگزیر ہو گیا ہے۔ جو آپ کو ہمارے ساتھ آٹھ سال تک بحیثیت صاحب انجمن و کوٹری و صایا رہا ہے۔ ہمارے لئے اپنی دیر و دیو اور پچھلے کیوں کے لحاظ سے ایسا نہیں۔ کہ اس کو ہر کس و کس پورے طور پر نہا سکے۔ مگر آپ نے ان اہم فرائض کی ادائیگی میں ایسا حقیقی اخلاص سچی قربانی اور سونامی ہمدردی کا متواتر اور مستقل اظہار کیا ہے۔ کہ آپ کی یاد ہمیشہ ہمارے قلوب میں رہے گی۔

تسلیات آفتاب سے بے پردہ ہو کر سخت گرمی میں آپ کا پاسبانہ اجاب کے کھادوں پر جانا اور برادرانہ دینی و اخلاقی سے دین کی خاطر مطالبات پیش کرنا اور استقلال اور صبر اور سعی و جہد سے ان کی تکمیل کرنا اگر اجاب کو قدرت دین میں شریک کرنے کی کوشش کرنا بہت المال کے استحکام میں مصروف رہنا حقیقی قربانی اور اصل ایثار کی روح کو برادرانہ جماعت میں پھونکنے میں شب و روز کوشش رہنا۔ بیادوں کی عبادت اور تیار داری کرنا دنیاوی امور میں سب کا ہاتھ بٹانا تبلیغ حق کے لئے سچا جوش رکھنا اور ہر حال میں اعلیٰ کلمۃ اللہ کا موقع نہ ملتا۔ آپ کا کام تھا۔ اور جو آپ کی مثال تیرہ ننگی کے لئے نہایت ہی مستعد و آمیز میں ہم سب آپ کی دعاؤں کے متعلق تہ دل سے تحویر و کستہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جس نے اپنے فضل

و کرم سے آپ کو دینی اور دنیوی انعامات سے سرفراز فرمائے۔ ہم میں آپ کے جنس دوست۔ محمد حسین جلال سیکرٹری شیخ فضل الرحمن پریڈیٹ۔ فنی مجتہد وائس پریڈیٹ محمد علی ایک پبلیشنگ مشجاع آباد۔ غلام حسین۔ ایم۔ اے۔ عثمانیٹ سکریٹری امور عامہ۔ عمر خطاب سکریٹری تبلیغ

## اڈریس میں تبلیغ احمدیت

شروع دسمبر ۱۹۳۱ء میں جبکہ مولوی غلام احمد صاحب مجاہد کشاکش تشریف لائے۔ تو ایک غیر احمدی ملا محمد صادق سے ان کی ملاقات ہوئی۔ اور سوال و جواب بھی ہوئے۔ اس کے بعد غیر احمدی صاحب نے ہمارے پریڈیٹ صاحب کو خط لکھا کہ شروع شمال میں آپ کسی مبلغ کو بلائیں میں اپنے کل اعتراضات پیش کروں گا۔ اس پر مولوی غلام احمد صاحب مجاہد کو بلا لیا گیا۔ پھر ان کے متعلق ایسی خط و کتابت ہوتی رہی۔ اور اتمام حجت کے لئے ہم نے کل شرائط منظور کر لیں۔ اور لکھ دیا کہ آؤ مناظرہ کرو۔

آخر میں اس نے دیکھا۔ کہ کوئی حیلہ کارگر نہیں ہوا۔ تو بیاری کا بہانہ کر کے چھپنے لگا۔ اور کہلا بھیجا۔ کہ میری طبیعت اچھی نہیں۔ میں اب مناظرہ نہیں کرتا۔ پھر کبھی کروں گا۔ وہ بھی مولوی غلام احمد کے ساتھ نہیں۔ بلکہ اور کسی احمدی مولوی صاحب کے ساتھ۔ کیونکہ ان کی آواز بلند ہے۔ اور لہجہ سخت۔ ہم نے جواب میں لکھا۔ تم نے ملاقات کا بہانہ کر کے مناظرہ جسے قرار اختیار کیا ہے باوجودیکہ تمہیں ایک وکیل کے ذریعہ سوالات پیش کرنے تھے۔ اور باوجودیکہ تمہارے ساتھ تین مددگار اور پندرہ مصاحب ہوتے۔ اس خط و کتابت اور مولوی محمد صادق کی روپوشی کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جب ہشتاویں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اور محمد قیاس نے بیاری کا بہانہ بنایا تھا۔ پچ پچ بیاہ ہو گیا۔ اور بیہوشی پر بیہوشی اس پر جاری ہوئے گی۔

غیر احمدیوں نے اپنے دوسرے مولویوں کو ہمارے مبلغ صا سے مناظرہ کرانے کے لئے چاہا مگر کسی کو ہمت نہیں نہ ہوئی۔ الغرض احمدیت کو نفع عظیم حاصل ہوئی مولوی غلام احمد صاحب نے ایک عیسائی بابو لال برہن پٹنا ملک سے اس کی دعوت پر دو مرتبہ ملاقات کی۔ اس کے حالات سنئے۔ اسے بائبل کے غلطیاں بتائی اور تبلیغ کی۔ سابق منظرہ بار واریہ۔ ایم۔ ایس۔ ایس۔ بھی آئی۔ اسی سے ہی ملاقات کی۔ اور اسے تبلیغ کی۔

ہمارے پریڈیٹ صاحب مولوی محمد عبد التار صاحب۔ ایم۔ اے۔ کے مکان میں ایک جلسہ کیا گیا۔ جس میں دو سار کنگاے دعوہ نے مولوی غلام احمد صاحب نے نہایت دلچسپ و پیرایہ میں

”حضرت شیخ موعود نے توحید کو دنیا میں کس طرح قائم کیا“ پر تقریر کی۔ لوگوں پر بہت اچھا اثر ہوا۔ تقریر تقریباً دو گھنٹے تک ہوئی اس کے علاوہ علاقہ سوگڑہ کے مقام۔ حول پورچی الدین پور۔ گوہاٹی پور۔ اور کوہی میں جلسے ہوئے۔ جہ میں مولوی صاحب کی تقریریں ہوئیں۔ گوہاٹی پور میں مولوی ضیاء الحق کی کوشش سے ایک جلسہ ان کے مکان پر ہوا۔ جس میں معزز غیر احمدی صاحبان بھی دعوت تھے۔ مولوی صاحب نے ”احمدی و غیر احمدی میں فرق“ پر تقریر کی

دوسرے دن غیر احمدیوں کے ایک جلسہ میں جو اعتراضات کیے گئے تھے۔ ان کے جواب دیئے گئے۔ اسی طرح کیرنگ۔ سادھاپور خروار۔ اور جٹنی میں مولوی صاحب کی تقریریں ہوئیں۔ سادھاپور جہاں ایک بھی احمدی نہیں۔ مگر احمدیوں کے رشتہ دار ہیں مولوی صاحب موصوف نے تقریر کی :-

الغرض مولوی صاحب کا مددہ صوبہ اڈریس میں تھا۔ یہاں بھی کامیاب ہوا۔ سلسلہ کا ایک رعب لوگوں کے دلوں پر چھا گیا ہے۔ اور لوگ محسوس کرنے لگے ہیں کہ احمدیت کے متعلق غور کرنا ان کا فرض ہے۔

یہ سب تبلیغی دورے ہمارے پریڈیٹ صاحب مولوی عبد التار صاحب کی کوششوں کا نتیجہ ہیں جنہوں نے اپنی ان تھکا۔ کوششوں سے مبلغ صاحب کو دارالامان سے اجازت لے کر منگوا لیا۔ اور پھر دورہ کا انتظام کیا۔ اب بھی بہت سے مقامات لیے ہیں۔ جہاں کا دورہ نہیں ہوا۔ اور وہاں کے لوگ شاق ہیں۔ کہ احمدی مبلغ آئیں۔ مگر ہم مجبور ہیں۔ کہ یہاں کوئی مستقل مبلغ نہیں۔ یہیں ایک مستقل مبلغ کی افد ضرورت ہے۔ رفقا! شیخ طاہر الدین احمدی کوٹری تبلیغ جماعت یہ لنگ،

## وفات شیخ علیہ السلام کے متعلق چند حوالے

(۱) از شمس العلما مولانا خواجہ الطاف حسین صاحب پانی پتی

تو نے صد میں بختے ہیں اکثر۔ مولیٰ کے اور نام کا تلوں کے انفر

مظلوم کتنے تیرے سہانے۔ اٹلی ہی اٹلی۔ کتنے سہاگ

(۲) از مولانا محمد حسن صاحب حسن کا کوڑی

بہت پروردہ تھا فاسد ہر چند وقت کے کا۔ نہ تھا آسان لیکن جہنمی مجرب کا تشا

پس مدح و ثناء کی بات ہو کہ خفا کو۔ رشتہ والیں بن کر صورتیں دہشتناکی

(۳) خواجہ حسن نظامی صاحب سرورہ آبادی

الملاحم و سا کا و اخلاصیت کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ ان کی فریاد

شام تیرے نبی اور رسول اشری تھے۔ اور ہم نے ان کے جہول کو ایسا نہیں دیا

مظلوم کتنے تیرے سہانے۔ اٹلی ہی اٹلی۔ کتنے سہاگ



حضرت اکبر نامہ  
ناصر کے گرد نواح میں یہودی کثرت آباد ہیں۔ اور بہت  
مدنک زمینوں کے مالک ہیں اور اس خوشنام علاقہ میں نئی آبادی  
اور نئے تمدن کو قائم کر رہے ہیں۔ مگر حیرت کا مقام ہے کہ ناصر  
کی ساری آبادی میں ایک ہی یہودی آباد ہیں۔ اس کا سبب  
خداہ کچھ ہی ہو۔ مگر یہ واقعہ ہے۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ کی زبردست  
قدرت کا نمایاں نشان ہے۔ ایک دہائی تھے کہ حضرت مسیح نامہ  
اس بستی میں بھی یہودی اقتدار سے تنگ آکر یہ کہنے پر مجبور  
تھے کہ ابن آدم کو سر دھرنے کی جگہ نہیں۔ مگر اب یہ زمانہ ہے  
کہ وہاں پر یہود کا نشان تک موجود نہیں معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ  
کی ہی سنت ہے کہ وہ جس مقام کو اپنے گناہ اور العزم مقرب  
انسان کی طرف نسبت دیتا ہے اس میں اس کے اشد دشمنوں  
کو پہنچنے سے محروم کر دیتا ہے۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ  
والسلام نے بھی قادیان کے متعلق فرمایا ہے۔  
”جیسے دشمنی میں سیاہ دل چر نہیں ٹھہر سکتا۔ ایسے ہی اس

۴۴) بیگز الحذر داء و کنیستہ مریم۔ یہ گرجا شہر  
ایک ایک جانب واقع ہے۔ آرتھوڈوکس فرقہ کی روایت ہے کہ اس  
جگہ کے اندر جو چشمہ ہے حضرت مریم اسی جگہ سے پانی لینے آیا  
تھیں۔ اور یوست الخا بھی ان کے ساتھ ہوتے تھے۔ اور ایک  
حضرت مریم اکیلی پانی لینے آئیں تو اسی جگہ ان پر فرشتہ ظاہر  
ہوا۔ اور اسی مقام پر ان کو حضرت مسیح کی ولادت کی خوشخبری دی  
گئی۔ ان لوگوں نے اس جگہ ایک گرجا تعمیر کیا ہے۔ اس کے  
در چشمہ کو محفوظ کر رکھا ہے۔ اور اب تک اس میں سے پانی  
پیا جاتا ہے۔ وہ ایرانی شریاں بھی باقی ہیں جن کے متعلق کہا

فأشار الله تعالى إلى ههنا

نارنقہ ویشٹرن ریلوے کے مسلمان ملازمین کسی نہ کسی تھیلی میں  
ہمیشہ مبتلا رہتے ہیں۔ ہمیشہ سے نارنقہ ویشٹرن ریلوے کے ہر ایک ڈنگ  
دروم میں ڈنگ شاٹ کی سہولت کے لئے ایک ہنہ وادر ایک مسلمان  
نارنقا ہوتا تھا۔ اب جبکہ تحقیق کا مسئلہ شروع ہوا ہے مرنٹ مسلمان  
خانہ سالوں کو ملازم سے علیحدہ کیا جاتا ہے جبکہ وہ جسے ڈنگ شاٹ کے  
مسلمانوں کو بہت تھیلی ہے۔ مجبوراً ان کو ہندو کے ہتھ کا کھانا کھانا پڑتا ہے  
ڈنگ شاٹ کے ملازم آفسیر کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن ہندو خانہ سال  
کا سلوکان سے نہایت شرمناک اور غیرت سوز ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں  
مسلمان کے دل و زبان کو ہندو انہ کھانا کبھی نہیں بھاتا۔ مثال کے طور  
پر میں فیروز پور ڈویژن کے جیلر سر بیگم کو رائڈ کا ذکر کرتا ہوں جہاں کہ اگر کم  
ہ فیصدی ڈنگ شاٹ کے ملازمین مسلمان ہیں۔ اس بیگم کو رائڈ کے  
میرزاں، لوہیاں اور ہوشیار پور میٹینوں کے مسلمان خانہ سالے علیحدہ  
کر دیئے گئے ہیں اور باقی میٹینوں کے مسلمان خانہ سالے کو کھانے کی  
فجوز کی جادری ہے۔ ٹوویژن آفسیر کے پاس ہندو شاٹ کو تسلیم  
حاملہ بات عام پیش ہو چکا ہے۔ لیکن کوئی ملازم قریب نہیں سنی گئی کبھی ایسا  
ہو کر دیتے ہیں کہ ایک جگہ کا مسلمان خانہ سالہ دوسری جگہ بھیجتے  
ہیں اور بات ایک ہی رہتی ہے جبکہ ہوشیار پور کا مسلمان خانہ سالہ



# خریداران الفضل جلد ہفتم

مفعول ذیل خریداران الفضل کا چندہ ۱۴ اپریل تا ۵ مئی  
کسی ایک تاریخ کو ختم ہوتا ہے مہربانی فرما کر یہ اصحاب  
آئندہ کے لئے چندہ الفضل بذریعہ منی آرڈر یا دستی بھجوا  
دیں۔ ورنہ منی کے پہلے پہنچنے کا الفضل ان کے نام دی بی ہوگا  
اور اس صورت میں ۵ روزیادہ دینے پڑیں گے۔

نمبر خریداری	نام	نمبر خریداری	نام
۳۸	میاں میرزا فتح محمد	۳۸۹۰	ڈاکٹر سراج الدین احمد
۷۵	منشی حسن خان صاحب	۳۸۹۷	مستری غلام الرحمن صاحب
۳۰۳	مولوی کرم داد صاحب	۳۹۲۵	جناب محمد حسین صاحب
۳۲۵	ڈاکٹر محمد اشفاق صاحب	۳۹۴۸	ایم بی محمد الدین صاحب
۳۴۵	منشی خادم حسین صاحب	۴۱۲۶	محمد علی صاحب
۴۷۴	قاضی محمد اکرم صاحب	۴۱۹۱	قمر الدین صاحب
۴۸۲	مولوی عبدالعزیز صاحب	۴۳۹۸	ایم کے عابد خیریت
۵۵۷	شیخ منظور علی صاحب	۴۷۸۵	ڈاکٹر محمد عبدالحق صاحب
۷۷۸	سید غلام مقدر صاحب	۴۷۹۱	جمہور محمد یعقوب خان صاحب
۷۹۰	بابو محمد سعید صاحب	۴۹۲۸	چوہدری محمد امین صاحب
۸۳۸	چوہدری محمد اللہ داد خان صاحب	۵۰۴۶	ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب
۹۱۴	بابو رسول بخش صاحب	۵۰۴۹	بابو شریف احمد صاحب
۹۷۹	میاں خوشی محمد صاحب	۵۰۸۲	جناب دوست محمد صاحب
۱۰۵۳	منشی محمد نذیر خان صاحب	۵۲۳۰	چوہدری سردار خان صاحب
۱۱۳۱	ہدایت اللہ صاحب	۵۲۹۷	چوہدری عزیز اللہ صاحب
۱۲۸۵	مستری شرف الدین صاحب	۵۵۰۰	ملک خدیار صاحب
۱۵۱۵	ایچ یو شاہ صاحب	۵۵۰۵	فضل الدین صاحب
۱۸۱۷	بابو اللہ بخش صاحب	۵۵۱۲	مولوی کرم الہی صاحب
۱۸۹۸	ملک سراج الدین صاحب	۵۶۲۵	بابو محمد عمر صاحب
۱۹۳۱	شیخ محمد حسین صاحب	۵۷۲۲	محمد شریف صاحب
۲۲۳۱	میر سکندر علی صاحب	۵۸۳۲	ڈاکٹر اعظم علی خان صاحب
۲۷۵۲	محمد حکیم غفران صاحب	۵۸۵۹	شیخ غلام علی صاحب
۲۸۹۱	سردار سلطان مسخرو	۵۹۵۶	ڈاکٹر عبدالحق صاحب
	خان صاحب	۵۹۷۵	سرخ محمد نولاد خان صاحب
۲۸۷۷	بابو محمد حیات صاحب	۶۲۱۱	عبد القیوم صاحب
۳۴۹۲	نیک عالم خان صاحب	۶۲۱۲	عبد الغفور صاحب
۳۵۱۶	محمد شریف صاحب	۶۲۵۶	بیگم صاحبہ نواب محمد علی خان صاحب
۳۶۲۵	چوہدری محمد شریف صاحب	۶۲۶۱	جناب علی اکبر صاحب
۳۷۳۵	اللہ بڑا پور احمد صاحب	۶۲۶۶	چوہدری غلام محمد صاحب

۸۱۵۰	منشی غلام محمد صاحب	۸۲۲۲	دانشہ صاحب
۸۱۶۰	حکیم دین محمد صاحب	۸۲۲۸	محمد طیب اللہ صاحب
۸۲۲۲	دانشہ صاحب	۸۲۵۵	مولوی قدرت اللہ صاحب
۸۲۲۸	محمد طیب اللہ صاحب	۸۲۳۸	عبد اللہ خان صاحب
۸۲۵۵	مولوی قدرت اللہ صاحب	۸۳۵۵	سید نادر شاہ صاحب
۸۲۳۸	عبد اللہ خان صاحب	۸۳۷۰	عبد الرزاق صاحب
۸۳۵۵	سید نادر شاہ صاحب	۸۳۹۲	سید علی محمد صاحب
۸۳۷۰	عبد الرزاق صاحب	۸۴۲۱	چوہدری ہر الدین صاحب
۸۳۹۲	سید علی محمد صاحب	۸۴۲۵	میجر احمدیہ ڈاکٹر لائبریری
۸۴۲۱	چوہدری ہر الدین صاحب	۸۴۲۷	خواجہ حفیظ اللہ صاحب
۸۴۲۵	میجر احمدیہ ڈاکٹر لائبریری	۸۴۲۹	عبد العزیز صاحب
۸۴۲۷	خواجہ حفیظ اللہ صاحب	۸۴۴۲	میجر احمدیہ فرنیچر
۸۴۲۹	عبد العزیز صاحب	۸۴۴۴	خلیفہ تقی الدین صاحب
۸۴۴۲	میجر احمدیہ فرنیچر		
۸۴۴۴	خلیفہ تقی الدین صاحب	۸۴۵۰	محمد عبدالحق صاحب
		۸۴۵۷	قاضی شاد بخت صاحب
۸۴۵۰	محمد عبدالحق صاحب	۸۴۵۹	سید وزارت حسین صاحب
۸۴۵۷	قاضی شاد بخت صاحب	۸۴۶۲	جمہور عبدالرحمن صاحب
۸۴۵۹	سید وزارت حسین صاحب	۸۴۹۵	مرزا محمد شفیع صاحب
۸۴۶۲	جمہور عبدالرحمن صاحب	۸۵۰۷	حافظ محمد اشرف صاحب
۸۴۹۵	مرزا محمد شفیع صاحب	۸۵۰۸	شیخ عبدالحق صاحب
۸۵۰۷	حافظ محمد اشرف صاحب	۸۶۰۲	عبد العزیز صاحب
۸۵۰۸	شیخ عبدالحق صاحب	۸۶۱۵	شیخ محمد حسین صاحب
۸۶۰۲	عبد العزیز صاحب	۸۶۱۷	سرخ رقیع الزمان صاحب
۸۶۱۵	شیخ محمد حسین صاحب	۸۶۲۹	محمد عبد اللہ صاحب
۸۶۱۷	سرخ رقیع الزمان صاحب	۸۶۴۲	منور احمد صاحب
۸۶۲۹	محمد عبد اللہ صاحب	۸۷۱۱	منشی غلام حسین صاحب
۸۶۴۲	منور احمد صاحب	۸۷۱۳	ڈاکٹر محمد عبد اللہ خان صاحب
۸۷۱۱	منشی غلام حسین صاحب	۸۷۱۵	لائیبریری اسلامیہ کلن
۸۷۱۳	ڈاکٹر محمد عبد اللہ خان صاحب	۸۷۱۶	ملک محمد شفیع صاحب
۸۷۱۵	لائیبریری اسلامیہ کلن	۸۷۱۹	چوہدری غلام حیدر صاحب
۸۷۱۶	ملک محمد شفیع صاحب	۸۷۲۹	رحمت خان صاحب
۸۷۱۹	چوہدری غلام حیدر صاحب	۸۷۳۰	صلح الدین احمد صاحب
۸۷۲۹	رحمت خان صاحب	۸۷۳۱	سردار احمد خان صاحب
۸۷۳۰	صلح الدین احمد صاحب	۸۷۳۲	عبد الغفور صاحب
۸۷۳۱	سردار احمد خان صاحب	۸۷۴۰	امام الدین صاحب
۸۷۳۲	عبد الغفور صاحب	۸۷۴۲	محمد صدیق احمد صاحب

۸۷۴۰	امام الدین صاحب	۸۸۸۳	غلام رسول صاحب
۸۷۴۲	محمد صدیق احمد صاحب	۸۸۹۷	عبد الصمد صاحب
۸۸۸۳	غلام رسول صاحب	۹۰۳۵	ای عبد الرحمن صاحب
۸۸۹۷	عبد الصمد صاحب	۹۰۴۰	خواجہ محمد غفران صاحب
۹۰۳۵	ای عبد الرحمن صاحب	۹۰۴۱	حکیم غلام رسول صاحب
۹۰۴۰	خواجہ محمد غفران صاحب	۹۰۴۲	سردار خان صاحب
۹۰۴۱	حکیم غلام رسول صاحب	۹۰۴۹	سید احمد صاحب
۹۰۴۲	سردار خان صاحب	۹۰۵۰	جی اے
۹۰۴۹	سید احمد صاحب		
۹۰۵۰	جی اے		

## خریداران الفضل گذارش

جن اصحاب کے نام اوپر درج کئے گئے ہیں۔ ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ نہ صرف خود دی بی وصول کر کے شکریہ کا فرقہ **Fekaddi** ۹۰۵۳ غلام رسول صاحب ۹۰۵۸ ماسٹر لال الدین صاحب ۹۰۶۰ ماسٹر خیر الدین احمد صاحب ۹۰۶۲ سردار امیر محمد خان صاحب ۹۰۶۶ بابو شیر محمد خان صاحب ۹۰۶۹ محمد صادق صاحب ۹۰۷۰ بابو عبد الکریم صاحب ۹۰۷۴ راجہ یار محمد خان صاحب ۹۰۷۷ سید حسام الدین صاحب ۹۰۷۸ میاں محمد بخش صاحب ۹۰۷۹ ناصر حسین صاحب ۹۱۲۶ جناب محمد شجاعت علی صاحب ۹۱۳۹ جناب اے سعید صاحب ۹۱۵۶ جناب شریف احمد صاحب ۹۱۵۸ سید خیر الدین صاحب ۹۱۶۱ عین بخش صاحب ۹۱۶۹ مستری فتح الدین صاحب ۹۱۷۰ جناب خادم علی صاحب ۹۱۷۳ محمد رفیق صاحب ۹۱۷۶ میاں محمد مدتی صاحب ۹۱۷۹ میاں غلام محمد صاحب ۹۱۸۵ میاں امام الدین صاحب

ہیں۔ پس دی بی وصول کرنا اور مزید خریدار بنانا اپنا فرض سمجھنا چاہیے۔



# رہنمائے تبلیغ بین کے عید کا چاند

۱۱ قرشی محمد عتیق صاحب قرآنری تبلیغ صوبہ اڑیسہ اپنے قلم کے مکتوب میں لکھتے ہیں۔ اخبار الفضل سے ہم کی شاعت میں کتاب رہنمائے تبلیغ کے چھپ جانے کا حال معلوم کر کے بہت خوش ہوئی میں اس سے ایک ہی دن قبل میاں کے احمدی اجاب سے ذکر کیا تھا ابھی ابھی کتاب چھپنے والی ہے چنانچہ دوسرے ہی دن آپ کا اعلان سامنے آیا۔ الحمد للہ علی اللہ آپ مہربانی فرما کر چار جلد کتب ”رہنمائے تبلیغ“ میرے پتہ پر بھی کر دیں اگرچہ نایاب کی گنجائش ہو تو کہیں کیونکہ ان کتب سے فائدہ لینے کا کام ہی کیا جائیگا کوئی تجارت کی غرض نہیں۔ آپ جیسے خادم دین کی خدمت میں زیادہ کچھ لکھنا بے ادبی ہے خدا تعالیٰ آپ کی کتاب کی قبولیت زیادہ کرے اور مخلوق کی ہدایت کا باعث ہو اور آپ کو اجر عظیم بخشے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ یہاں پر مجھے زندہ رکھے اور تبلیغ کے فوری سامان عطا فرما دے میرے یہ الفاظ اگر آپ مناسب سمجھیں تو الفضل میں شائع کر دیں تاکہ صوبہ اڑیسہ کے احمدی جلد تر رہنمائے تبلیغ کو خرید سکیں کتاب رہنمائے تبلیغ ہمارے کچھ جمعہ میں نے بھی جناب سید طفیل محمد شاہ صاحب سے سنا تھا جبکہ میں تبلیغی دورہ کرتا تھا ۹/۱۰ کو ان کے پاس سالانہ والہ میں گیا۔ اس کتاب کا طرز تحریر اور دلائل نہایت آسان اور مستند ہونے کے علاوہ دلچسپ بھی ہیں مجھے اس وقت یہ کتاب سن کر جبکہ اس کی کتابت ہو چکی تھی بہت خوش ہوئی تھی اور میں برابر اشتغاف میں تھا کہ کب یہ کتاب شائع ہو کر ہمارے ہاتھوں میں آئیگی سو الحمد للہ کہ عید کا چاند نکل آیا جس کے دلائل و ہر کو فرمایا بار ہونے سے پڑھنے اور پڑھانے سے اثنائے بہت بے درازتادہ کیا ہے ہمارے غرض میں آجائیں گے اور احمدی اجاب کے ہاتھ میں بہت سے دلائل کا ایک گلدستہ آجائے گا پھر جیسا بیمار دیکھو دیکھو کہ شہادت کا مرعین اسی مرض کا نسخہ اس کتاب سے دیکھو استعمال میں لاد پھر بعض خدا شفا ہی شفا ہے یہ چند الفاظ میں اپنی خوشی سے لکھ کر جناب یہ صاحب کو محض اس لئے بھیج رہا ہوں کہ تاکہ وہ اخبار میں شائع کرادیں اور جو دوست محمد سے تعارف رکھتے ہیں خصوصاً احمدی اجاب اڑیسہ وہ جلد سے جلد اس کتاب کو خرید کر خود بھی مستفید ہوں اور تبلیغ میں اور دنیا پائش ہو کر دوسروں کو بھی منور کریں۔ کتاب کی عبارت نہایت عام فہم ہے۔

زندگی کی کشمکش میں آپ مصروف ہوں! امرت دھارا کو ضرور پاس رکھیں کیونکہ یہ آپ کو بہت سی تشویش خراج اور تکلیف سے بچا دگی

۲۹۲

## نیک مشورہ

ہمیشہ پاس

ہر مرض کا

علاج ہے



امرت دھارا

رکھیں تقریباً

بے خطا

مفصل حالات کے لئے رسالہ امرت مفت طلب کریں

قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنے نصف شیشی ایک روپیہ چار آنے۔ نمونہ آٹھ آنے

ترکیب اصل کی کتاب شیشی کے ساتھ جوتی ہے ہندوستان کی ہر زبان میں چلتی ہے خط میں لکھیں! مفصل حالات کے لئے رسالہ امرت دھارا کی کتاب کا خاکہ اور اس کی فہرست اور طبی کتب سے مندرجہ ندرت صاحب کی فہرست اور سالانہ امرت دھارا کی فہرست بھی جس کو ضرورت ہو گئے پر مفت بھیج دیتے ہیں۔

افزون سے جو کہ کوئی کوئی امرت دھارا میں ہو کر دیکھ و تشویش کو بڑھادیں گی محبت کے معاملے احتیاط! میں کبھی غلطوں پر اعتبار نہ کروں۔

خط و کتابت کے لئے پتہ:- امرت دھارا لاہور

میںجملہ امرت دھارا و شہد ہالیہ امرت دھارا بھون امرت دھارا روڈ امرت دھارا لاہور

۱۲ دارالامان قادیان سے مولوی محمد ایوب صاحب سٹامپی اپنے قلم کے مکتوب میں لکھتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ ساٹھ سال میں بھی ابھی چند سالوں سے جاوخت احمدیہ قائم ہو چکی ہے اور وہاں مولوی محمد صادق صاحب اور انجی المکرم مولوی ابوبکر اور سٹامپی کام کر رہے ہیں اس لئے مجھے ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ ان کے پاس بھی ایک ایک نسخہ کتاب ہذا کا بھیجا جائے تو نہایت مفید ثابت ہوگا اس لئے تمہیں ہوں کہ اگر آپ گو اور فرما لیں تو کتاب ہذا کو نسخہ پرانے کو اب تعاون تبلیغ ارسال فرمادیں تا میں ساٹھ سالانہ کر دوں آپ کو اس کا اجر اللہ تعالیٰ و تعالیٰ عنایت فرمائیگا۔ والسلام ۱۴/۱۵ میں نے اپنے پیچھے اشتہارات میں بھی اس کتاب کے معلق پبلک کی رائے عام ہے کو پیش کیا تھا اور اشتہار مندرجہ عنوان میں بھی مبالغہ سلسلہ کی رائے کو پیش کر دینا کافی سمجھتا ہوں جنہوں نے نہایت وضاحت کے ساتھ ایسے دودھ جواز علاقوں میں جہاں اردو زبان ہی بہت کم بولی اور لکھی جاتی ہے اسکی آسان اور صحیح الفہم عبارات اور جامع نہ جیسے مسائل و دلائل کی وجہ سے اس کی بکثرت نشر و شاعت و ضرورت کو زور دار الفاظ میں پیش کر دیا ہے اور وہ نہایت تہ دل سے متمنی نظر آتے ہیں کہ یہ کتاب جلد ان کے علاقہ میں پہنچ جائے اور ان کے مولوی اردو دان بھی اسے پڑھ کر اچھے خاصے تبلیغ بن سکیں تبلیغ اور دیگر جناب کے خطوط سے جہاں اس کتاب کا ہر تبلیغ اور ہر ایک تبلیغ کرنے والے احمدی کے ہاتھ میں موجود ہو نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے وہاں میرے سابقہ اعلان کے ماتحت اسکی منت اور رعائت مانگ بھی روزانہ بڑھ رہی ہے پہلے اسکی اصل قیمت بتائی جائے پھر رکھی گئی اب اور بھی گھٹا کر چھپ کر دیا جاتی ہے مزید برآں جو دوست میری کتاب کے حساب جس قدر رقم بذریعہ منی آرڈر روانہ کریں گے ان کو اپنی گھر سے کمزور ان خرچ کر کے کتابیوں کو ایسی اور جو دوست بذریعہ دی بی ملگا لینگے ان کو ہم اصل قیمت اور کم از کم ۱۰ روپے کی کتاب خرچ کرنا ہوگا اور جو اجاب دس سے زائد تعداد میں ملگا لینگے اور رقم بذریعہ منی آرڈر بھیجیں گے ان سے صرف عہد کتاب کے حساب سے رقم فی جالیگی مگر محصول اک بذریعہ منی آرڈر اور یہ محصول فی کتاب صرف چند پیسے ہوگا کیونکہ جن مقامات میں ریویس سٹیشن ہوں یا قریب ہوں وہ اپنے سٹیشن کا نام لکھیں ان کو بارسل۔ ریویس ہوں اور سال ہوگا اس سے یہ نہ سمجھ لیا۔

دی بی کہ دی جالیگی ہاں وہ محصول اک کی رعایت سے فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے جہاں بڑی بڑی انجمنیں ہوں وہاں کے کسی احمدی دوست کی خواہش اور فرمائش پر اس کے پاس کافی تعداد میں کتابیں رکھ کر دی جائیں گی آپ کو ان سے عہد کتاب کے حساب سے لینگے اور ہر کتاب اس دو قیمت کو پیش کر دیا جائے گا۔ جن اجاب کے پاس اخبار باقی ہے ان کا افلاقی اور تبلیغی فرق ہوگا کہ وہ دس اشتہار

۱۳ کاسر سید علی محمد شاہ پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ سالانہ کیونکہ ان کا نہ چلتا تھا اپنا رنگ لکھنے لکھنے



# ہندوستان اور مسلمانوں کی ترقی

مرکزی سکھ لیگ کی مجلس عامہ کا ایک خاص اجلاس ۱۷ اپریل کو امرتسر میں ہوا۔ جس میں قراردادیں کیا۔ کہ چونکہ موجودہ سیاسی تہذیب جو حکومت آریسی نفسوں کی صورت میں کر رہی ہے اصول شہریت کے منافی ہے اس لئے سکھ کانگریس کی موجودہ جدوجہد میں تہذیبی شریک ہو جائیں۔

۱۷ اپریل کو دلاہنوسر میں ہندو لیڈی ڈسٹرکٹ کونسل چوہانچہ دہلی سے بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہوئے اور ساڑھے آٹھ بجے لاہور پہنچ گئے۔ وہاں سے سو اگیارہ بجے چل کر دو بجے پشاور پہنچے۔

۱۸ اپریل کو اصلاحات کی رسم افتتاح کے سلسلہ میں پہلا اجلاس پشاور میں منعقد ہوا۔ دلاہنوسر سے اس موقع پر مسلمانوں کے بعد ہال میں داخل ہوئے اور اپنے ہاتھ سے سرگرمیت چیت کشن کو گورنر کے اختیار عطا کئے۔ اس رسم کے بعد سرسرموت معہ لیڈی گریفٹھ سنہری تخت پر دلاہنوسر کے ہمراہ بیٹھے۔

مسلم لیڈران نے ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں پنجاب و بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت کے خلاف جو غرضورہا ہے اس کی پرزور مذمت کرتے ہوئے مسلمانوں کو صبر و استقلال کے ساتھ اپنے حقوق کے حصول کی جدوجہد کی تلقین کی ہے اور آل انڈیا مسلم کانفرنس کے مجوزہ پروگرام پر عمل پیرا ہونے کا مشورہ دینے کے بعد حکومت کو متنبہ کیا ہے کہ مسلمانوں کے سراسر جائز مطالبات سے غماض و محاکات کا موجب ہو گا۔

سیالکوٹ سے ۱۷ اپریل کی اطلاع ہے کہ احراریوں کا ایک اجتماع نواز عید کے بعد پھر بزم جیوں سیشن پر پہنچا۔ لیکن فی الفور گرفتار کر لیا گیا۔

۱۷ اپریل کو لاہور پولیس نے احراریوں کے مرکزی اور بعض طاقتور دفاتر کی تلاشی کی۔ اور بعض کاغذات اپنے قبضہ میں کو بیٹے۔

۱۸ اپریل کو تانہ رے اکائی دہلی میں گرفتار کر لئے گئے۔ جنہیں سیشن پر حکم دیا گیا تھا کہ بصورت جیلوں شہر میں داخل نہ ہوں۔ لیکن وہ باز نہ آئے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ کانگریس کے اجلاس میں شرکت کے لئے وہاں گئے تھے۔

کلکتہ سے ۲۸ اپریل کے فاصلہ پر ایک مقام سے عید کے موقع پر خدیوہ فرقہ دار فساد کی اطلاع آئی ہے کہا جاتا ہے کہ ہندو زمینداروں نے اپنے مسلم مزارعین کو جبراً گائے کی قربانی کرنے سے روک دیا تھا۔ لیکن مسلمان جب عید کی نماز کے لئے گئے۔ تو وہ عید گاہ کے قریب مردہ سوار کو دیکھ کر سخت برہم ہوئے۔ جس کا نتیجہ فرقہ دار فساد کی صورت میں ظاہر ہوا۔ جس میں ایک شخص ہلاک ہو گیا۔ جس سخت مجروح ہوئے جن میں سے دو کی حالت سخت نازک ہے۔

کرناٹ اور پانی پت میں فوجی کشتیوں نے عید کے موقع پر گائے کی قربانی کو ممنوع قرار دیدیا۔ اور پیش بجا کے طور پر مسلمانوں کو گرفتار بھی کر لیا گیا۔

چٹاگانگ کی ایک اطلاع منظر ہے کہ ہندو قتل اور تلواریں وغیرہ سے مسلح ستر کے قریب ڈاکوؤں نے ایک جوہری کے مکان پر حملہ کیا۔ اور قریباً تیس ہزار روپیہ کا مال لوٹ کر لے گئے۔

پٹنہ سے ۱۷ اپریل کی خبر ہے کہ منٹ ہزاری باغ میں ابرک کی ایک کان میں آگ لگ گئی۔ جس کا دھواں گیس میں مل گیا۔ مزدور باہر کی طرف بھاگ پڑے۔ لیکن ان کے نکلنے نکلنے ہی ان میں سترہ دم گھٹنے کی وجہ سے مر گئے۔

ناظرین کو یاد ہو گا۔ سنہ ۱۹۱۷ء میں نکانہ صاحب کے مہنت نرائن داس کو دو سو کے قریب سکوں کو مردادینے کے الزام میں سزائے موت دی گئی تھی۔ جو بعد میں بارہ سال قید میں تبدیل کر دی گئی۔ یہ سبب یاد پوری کر کے مہنت مذکورہ ۱۷ اپریل کو رہا ہو گئے ہیں۔

مانگٹ کانگ سے ۱۷ اپریل کی ایک خبر منظر ہے کہ بالٹھیل کی ایک بڑی بھادی فوج نے ہانچو پر چڑھائی کر دی ہے۔ وہاں کی غیر ملکی آبادی نے حفاظت کے لئے ایک ایل کی ہے۔ جس کے جواب میں برطانوی نے اپنے جنگی جہاز فوراً روانہ کر دئے ہیں۔

سرگرمی جیکسن جو حال ہی میں گورنر بنگال کے عہدہ سے سبکدش ہوئے ہیں لندن میں رائٹر کے نمائندہ سے بیان کیا۔ کہ ہندوستان میں دہشت انگیزی کی ایک وجہ اقتصادی کساد بازاری بھی ہے۔

پٹنہ سے ۱۸ اپریل کی اطلاع ہے کہ مقدمہ سازش پٹنہ کا فیصلہ سنا دیا گیا۔ ہندو ملزم قانون مادہ آٹھ کی خلاف ورزی میں ماخوذ تھے۔ جن میں سے ایک کو پھانسی۔ دوسرے کو عمر قید اور ایک کو سات سال قید کی سزا دی گئی۔ دو بری

کر دئے گئے۔

حکومت چلیں نے ایک جرمن جرنیل کو جو ایام جنگ میں جرمنی افواج کا کمانڈر تھا۔ اپنی فوجی تعلیم کے لئے اپنے ہاں آنے کی دعوت دی ہے۔

پشاور سے ۱۷ اپریل کی خبر ہے کہ کل فرائیڈیل جب شہر اور چھاؤنی کے درمیان جا رہی تھی۔ تو اس کے پیچھے دیسی ساخت کے بم پھٹے۔ لیکن کسی قسم کا نقصان نہیں ہوا۔ اس سلسلہ میں قین ہندو نوجوان گرفتار کئے گئے ہیں۔

سکاٹریسوں نے یسٹ بکسوں کے خطوط تلف کرنے کا جو شرارت شروع کر رکھی ہے۔ اس کے سلسلہ میں تازہ خبر یہ ہے کہ ۱۸ اپریل بنارس شہر کا ہیڈ پوسٹ آفس جب کھولا گیا۔ تو تمام خطوط جل چکے تھے۔ بعد اس شرارت سے سوائے ہم دہلیوں کو نقصان کے ملک کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔

شاہ جیش نے اسناد غلامی کی ایک انجمن کو ایک مکتوب کے ذریعہ اطلاع دی ہے۔ کہ اس کے ملک میں غلاموں کو آزاد کر دیا جائیگا۔ اور ۱۵۔۲۰ سال کے عرصہ میں ہی یہ لعنت وہاں سے دور ہو جائے گی۔

کانگریس کی مجلس استقبالیہ کو ایک غیر معمولی گزٹ کے ذریعہ چیت کشن دہلی نے غلام قانون قرار دیا ہے۔ پو میں نے مجلس مذکور کے دفتر نیز بارہ ارکان کے مکانات کی تلاشیوں لیں۔

۲۰ اپریل کو بیٹی میں ہندوؤں نے ایک جیلوس نکالا۔ ایک مسجد کے سامنے باج بجانے پر مسلمانوں نے اعتراض کیا تو ایک تالشی پور ڈیپٹیا گیا۔ جس نے مسلمانوں کے حق میں فیصلہ کیا۔ مگر ہندو پھر بھی نہ رکے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فساد ہو گیا۔

ایک دوسرے پر سنگ باری کی گئی جس سے پو میں افسر اور بارہ سپاہی زخمی ہو گئے۔ آخر گوئی چلائی گئی۔ کل نہ خیموں کی تعداد ۴۰ کے قریب ہے اور ایک کمان فوج ہو چکا ہے۔

۲۰ اپریل کو پولیس کمانڈر جی نے مسٹر سروجنی نائیڈو کو نوٹس دیا ہے کہ وہ سول تفریق کی تحریک میں کوئی حصہ نہ لیں۔ اور بغیر اجازت میونسپل حدود سے باہر نہ جائیں۔

سرحد کی کونسل کا ۱۹ اپریل کو پہلا اجلاس ہوا۔ ارکان نے ملت و فساداری لیا۔ گورنر کے حکم کے ماتحت خان بہادر عبدالغفور خان آذربائیجان صدارت کا اعلان کیا گیا۔ ذوالبیر عبدالعظیم کے وزیر مقرر ہونے کا بھی رساری طور پر اعلان کر دیا گیا ہے جو دوسری افضل حق صاحب کے ہاتھ پر نکل جانے کا جو حکم دیا گیا تھا۔ چونکہ اس کی سبب نہیں کی گئی۔ اس لئے ۲۰ اپریل کو انہیں گرفتار کر لیا گیا۔